۱۷/۲۴ فتح ۱۳۴۳ ہش | ۱۳/۱۹ شعبان ۱۳۸۴ ہجری | ۱۷/۲۴ دسمبر ۱۹۶۴ عیسوی

تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

تمہارے لئے ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔

نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔

نجات یافتہ کون ہے جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کیلئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا۔ کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک محمدی سلسلہ کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اِھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم موسٰی نے وہ متاع پائی جس کو قرون اولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جس کو موسوی سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھ کر مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا جیسا کہ مسیح ابن مریم چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جبکہ مسلمانوں کا وہی حال تھا جیسا کہ مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا سو وہ میں ہی ہوں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ نادان ہے وہ جو اس سے لڑے اور جاہل ہے وہ جو اس کے مقابل پر اعتراض کرے کہ یوں نہیں بلکہ یوں چاہیئے تھا۔!!

(کشتی نوح)

قوم کے لوگو! اِدھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

جب سے یہ دُنیا بنی ہے ہدایت اور ضلالت کے دور برابر چلتے چلے آرہے ہیں۔ انسان کو دُنیا میں اس لئے بھیجا گیا کہ وہ خدا کو جو اپنے خالق و مالک کو پہچانے اور ایک ضابطہ کے تحت اپنی زندگی بسر کرے مگر خطا و نسیان کا مجموعہ انسان ایک وقت تک اس نصیحت کو یاد رکھ کر پھر بھول جاتا ہے دنیا کی آلائشوں میں پڑ کر اپنی زندگی ملوث کر لیتا ہے۔ تب خدا کی رحمت کسی برگزیدہ ہستی کے ذریعہ اُسے بھولا ہوا سبق یاد دلاتی ہے۔ اور یہ سلسلہ برابر چلا آرہا ہے ہندوؤں کی مقدس کتاب بھگوت گیتا میں سری کرشن جی مہاراج کا وہ اُپدیش جو انہوں نے ارجن کو مخاطب کرکے دیا بڑا ہی پُر لطف اور ابدی صداقت کا حامل ہے آپ فرماتے ہیں:۔

"ہے بھارت! جب دھرم کی نیتی
اور ادھرم کا دور دورہ ہو
جاتا ہے تب میں اوتار لیتا
ہوں نیکوں کی حفاظت گنہگاروں
کی سرکوبی اور دھرم کی رکشا
کے لئے اوتار دھارن کرتا ہوں"

قرآن کریم میں بھی خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ دُنیا کی سب قوموں میں خدا تعالیٰ کے فرستادہ آئے اور حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی زمانہ بھی ایسا نہیں گذرا اور کوئی قوم بھی دُنیا میں ایسی پیدا نہیں ہوئی جس نے خدا تعالیٰ کی رحمت سے حصہ پایا ہو۔

اسلام نے خدا کو رب العلمین بتایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ربوبیت کا سلسلہ سب جگہ چل رہا ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا جبکہ دنیا الگ الگ حصوں میں بٹی ہوئی تھی۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنا ممکن نہ تھا ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے ہر ملک اور ہر خطہ اور ہر قوم میں الگ الگ نبی اور رسول بھیجے۔ ہوتے ہوتے جب دنیا ترقی کر گئی۔ ذرائع آمد و رفت میں سہولت پیدا ہو گئی۔ باہمی میل ملاپ میں مشکل نہ رہی تو خدا تعالیٰ نے ساری دُنیا کے لئے ایک ہی رسول کو سب کا ہادی اور راہنما بنا کر بھیجا۔ جس نے سب کو مخاطب کرکے فرمایا:۔

یٰایھا الناس انی رسول
اللّٰہ الیکم جمیعا۔
اے لوگو! میں تم سب کی طرف
اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ایسی کتاب دی جس نے سب مذاہب کی اجمالی تصدیق کی تمام ابدی صداقتیں خواہ کسی زمانہ میں کسی بزرگ پر منکشف ہوئیں اور کسی آسمانی کتاب میں مذکور ہوئیں۔ اس کتاب میں بطور خلاصہ کے آگئیں۔ حضرت ہادی کامل محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ کو قرآن کریم جیسی کامل کتاب دی گئی جس میں نوع انسان کی تمام روحانی ضرورت کے سب سامان موجود ہیں۔ اپنی عالمگیر تعلیم کے لحاظ سے قرآن کریم ایک روشن آفتاب کی حیثیت رکھتا ہے جو بلاتفریق سب کو فائدہ پہنچاتا اور سب کو اپنے نور سے منور کرتا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سورج باوجود اپنی پوری آب و تاب کے اس خطۂ زمین کو منور کرتا ہے جو اس کے سامنے ہو لیکن جب زمین گردش کرتی ہوئی اُس سے اپنا پہلو بدل لیتی ہے۔ تاریکی میں گم ہو جاتی ہے۔ تب اُس پر سخت اندھیرا چھا جاتا ہے۔ یہی صورت حال روحانی نظام میں بھی ہے۔ جب دُنیا روحانی رہنماؤں سے اپنا رُخ موڑ کر شیطان کی طرف جھک جاتی ہے تو طرح طرح کی بداعمالیوں اور فسق و فجور کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس وقت زمانہ کی ایسی ہی حالت ہے جو سخت تاریک و [illegible] رات کے وقت ہوتی ہے۔ گناہوں کا ایک خوفناک سیلاب ہے جو دنیا کو بہائے لئے جا رہا ہے۔ ایک خطرناک وبا ہے جس نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔

اگر غور کیا جائے تو اس وقت دنیا کے بگاڑ کا بڑا سبب یہی ہے کہ لوگوں کے دلوں سے خوف خدا جاتا رہا اور خوفِ عقاب سے بے پرواہ ہو گئے الحادی خیالات نے اس قدر زور پکڑا ہے کہ ایک بڑی آبادی سرے سے خدا کی ہستی سے منکر ہو بیٹھی ہے۔ مذہبی رنگ میں اگر کسی کا خدا کی ذات پر ایمان ہے تو وہ بھی محض رسمی قسم کا دل میں سچے خدا کا پختہ یقین نہیں رہا۔ ورنہ اُس کے اعمال میں اعتدال پیدا ہوتا اور وہ بے راہ روی سے بچ جاتا۔ بداعمالیوں اور طرح طرح کی نفسانیوں سے پرہیز کرتا مگر مطلق طور پر ایسا نہیں۔

پرانے مذہب ویدک دھرم سے لے کر آخری مذہب اسلام تک سب نے اپنے اپنے رنگ میں ایسے خطرناک زمانہ کی خبریں دی ہیں۔ ہر شخص مذہبی کتاب کو کھول کر دیکھ سکے کوئی ایسی علامت ایسی نہیں ہے جس کا ان کتابوں میں ذکر ہوا اور اس وقت وہ پوری نہ ہو رہی ہو۔ اور عجیب بات ہے کہ ان پیش خبریوں کے ساتھ انہی پرانے لوگوں نے اپنے طور پر اس زمانہ میں مصلح کی آمد کی بھی خبر دے رکھی ہے۔ ممکن نہیں کہ ان مہاپرشوں اور برگزیدہ ہستیوں کی باتیں غلط ہوں اور کوئی وجہ نہیں کہ خدا تعالیٰ جو پہلے وقتوں میں اپنے پیاروں سے کلام کرتا رہا ان کے ہاتھوں پر اپنی قدرت کے کرشمے ظاہر کرتا رہا۔ اب یہ سب کچھ معدوم ہو جائے اور فی الواقعہ معدوم نہیں ہوا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے پیاروں کی باتیں سچ نکلیں ٹھیک وقت پر ان کا موعود ظاہر ہوا۔ خوش قسمت ہے ملک ہند جس میں وہ مبعوث ہوا اور مبارک ہے قادیان کی بستی جہاں سے اُس نے یہ آواز بلند کی ؎

قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

پھر اس آفتابِ صداقت کی تعیین کرتے ہوئے فرمایا ؎

آں خدائیکہ از خلق و جہان بے خبراند
بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

وہ خدا جس سے مخلوق اور لوگ بے خبر ہیں اُس نے مجھ پر تجلی کی ہے اگر تو اہل ہے تو مجھے قبول کر۔

ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ مجھے خوشحالی اور قلبی تسکین نصیب ہو۔ دولت مل جانے سے حقیقی خوشحالی حاصل نہیں ہوتی اگر ایسا ہوتا تو ہر مالدار اپنی جگہ پر کلی طور پر نہیں تو زیادہ تر مطمئن ہوتا لیکن تجربہ اس کے خلاف ہے۔ جو زیادہ دولتمند ہے زیادہ پریشان ہے۔ سکون قلب اور اطمینان خاطر اُسے میسر نہیں۔ سچی خوشحالی اور اطمینان قلب خدا کے مل جانے سے حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ اس بیش بہا دولت کے متعلق حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے مخلوق خدا سے اپنی حقیقی ہمدردی اور خیر خواہی کا ثبوت دیا اور آپ نے فرمایا۔

"میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے۔ اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہیرا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے وہ ہیرا کیا ہے؟ "سچا خدا" اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اُس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اُس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔" (اربعین نمبر ۲)

پھر اپنے مشاہدہ کی بناء پر فرمایا:۔

"کیا بدبخت ہے وہ انسان جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں تا تمہیں کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔!"

الغرض جس چیز کی اس وقت دنیا کو بےحد ضرورت ہے اور اس کے بغیر اس کی اصلاح ممکن نہیں اُسے خدا کے برگزیدہ بندے سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے واضح صورت میں پیش کر دیا۔ آپ نے زندہ خدا کا پتہ دے دیا اور بتا دیا کہ وہ نور ہے اُس پر ایمان لائے بغیر اس کے بغیر تاریکی ہی تاریکی ہے۔ زندہ خدا پر پختہ یقین ہی انسان کے اعمال میں درستی پیدا کرتا ہے۔ اور اُس کی اعلیٰ قدریں اُبھرتی ہیں اور خالق و مخلوق کے تعلقات استوار ہو کر ایک انسان حقیقی معنوں میں انسان کہلاتا ہے۔!

اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت ایک عرصہ سے علیل چلی آ رہی ہے احباب اپنے محبوب امام ہمام کی شفا کاملہ و عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور ہم حضور کے ارشادات سے مستفیض ہوتے رہیں۔ آمین

قادیان [illegible] دسمبر۔ مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بفضلہ تعالیٰ مع اہل و عیال خیریت سے ہیں۔

معارف القرآن

ہر شخص کی دعا سنی اور قبول کی جاتی ہے جبکہ وہ سچے دل سے خدا کی مدد چاہے

دعا کی قبولیت خدا تعالیٰ کے قریب ہونے کا ثبوت ہے!

از سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

قرآن کریم کی آیت کریمہ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ کی پُر لطف تفسیر بیان فرماتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

اے میرے رسول جب میرے بندے میرے متعلق تجھ سے سوال کریں اور پوچھیں کہ

ہمارا خدا کہاں ہے

جیسے عاشق پوچھتا پھرتا ہے کہ میرا محبوب کہاں ہے تو تُو انہیں کہہ دے کہ تم گھبراؤ نہیں میں تو تمہارے بالکل قریب ہوں۔ یہاں عبادی سے مراد عاشقان الٰہی ہی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس طرح عاشق ہر جگہ دوڑتا پھرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا معشوق کہاں ہے۔ اسی طرح جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو تُو انہیں کہہ دے کہ گھبراؤ نہیں۔ میں تمہارے قریب ہی ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے عاشق کے دل کو توڑنا نہیں چاہتا۔ پھر فرماتا ہے میرے

قریب ہونے کا ثبوت

یہ ہے کہ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ جب کوئی شخص کامل تڑپ اور سوز و گداز کے ساتھ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اُس کی دعا کو قبول کر لیتا ہوں اور یہ ثبوت ہوتا ہے اس بات کا کہ میں قریب ہوں۔ اگر میں بعید ہوتا تو میں اس کی سجدے کی آہستہ آواز کو بھی کیسے سن سکتا۔ اور اگر میں بعید ہوتا تو اس کی گوشۂ تنہائی میں بیٹھے ہوئے ہاتھ اٹھا کر یا قیام کی صورت میں آہستہ آواز والی دعا کیسے سن لیتا۔ میرا اس دعا کو سن لینا بتاتا ہے کہ میں اس کے قریب ہوں۔

دوسری جگہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنی پاس ہونا تو الگ رہا جو انسان کی رگ جان ہے ہم اس سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔ اس کے یہ معنے یہ ہوئے کہ وہ پاس ہی نہیں بلکہ

انسان کے اندر

بیٹھا ہوا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ پاس بیٹھنے والا صرف وہ آواز سنتا ہے جو منہ سے نکلی ہوئی ہو اور جو اندر بیٹھا ہو وہ وہ بات سنتا ہے جو دل سے ہی جائے۔ گویا خدا تعالیٰ نے لفظ قریب کی دوسری جگہ تشریح کر دی کہ قریب کا مفہوم یہ ہے کہ حبل الورید یعنی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہوں اور میں ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں خواہ وہ زبان سے کی گئی ہو یا دل میں کوئی خواہش پیدا ہوئی ہو کیونکہ میرا اس سے تعلق ایسا قریب ہے کہ میں اس کے دل میں بیٹھا ہوا ہوں۔

بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم نے تو بڑے اضطراب سے دعائیں کی تھیں مگر وہ قبول نہیں ہوئیں۔ پھر یہ آیت کس طرح درست ثابت ہوئی۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ بے شک الداع کے ایک معنے ہر پکارنے والے کے بھی ہیں۔ مگر اس کے ایک معنے ایسے پکارنے والے کے بھی ہیں جس کا اوپر ذکر ہو رہا ہے۔ اور مراد یہ ہے کہ وہ بندے جو مجھے ملنے کے اضطراب میں اور سب کچھ بھول جاتے ہیں اور مجھ سے صرف

میرا قرب اور وصال

چاہتے ہیں۔ میں اُن کی دعا کو سنتا اور اپنے قرب میں جگہ دیتا ہوں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فرمایا ہے۔ یعنی وہ میرے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ اس میں روٹی کا کہیں ذکر نہیں نوکری کا کہیں ذکر نہیں بلکہ صرف عَنِّیْ فرمایا ہے۔ یعنی الخبز یا عن الوظیفة نہیں فرمایا۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کا قرب مانگے اور وہ اُسے نہ ملے اُسے تو بے شک اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن دوسروں کے لئے اس میں کوئی اعتراض کی گنجائش نہیں پھر اس آیت کی عبارت ایسی ہے کہ اس سے

اضطراب اور گھبراہٹ

کی طرف خاص طور پر اشارہ پایا جاتا ہے بعض معانی الفاظ سے ظاہر نہیں ہوتے۔ لیکن وہ عبارت میں پنہاں ہوتے ہیں۔ اور یہی حالت یہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرے بندے میری طرف دوڑتے ہیں ان کے اندر ایک اضطراب اور عشق پیدا ہوتا ہے اور وہ چلاتے ہیں کہ ہمارا خدا کہاں ہے تو تُو ان سے کہہ دے کہ تب میں ہر طرح کے بچانے والے کی پکار کو کبھی رد نہیں کرتا بلکہ اُسے ضرور سنتا اور قبول کرتا ہوں۔ ایک دوسری جگہ قرآن کریم میں یہ مضمون ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ یعنی وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں اپنی ذات ہی کی قسم ہے کہ ہم ضرور اُن کو اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشش دیتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مذہب اور ملت کے آدمی کو اپنا رستہ دکھانے کے لئے تیار رہتا ہے۔ بشرطیکہ انسان اسی کے لئے کوشش کرے۔ اور اُسی کی دعا کو وہ ضرور سن لیتا ہے۔ باقی دعاؤں کی قبولیت میں وہ

انسانی مصالح

کو بھی مدنظر رکھتا ہے بعض دفعہ انسان جو چیز مانگتا ہے خدا تعالیٰ کے علم میں وہ اس کے لئے مہلک ہوتی ہے۔ پھر بعض دفعہ ملازمت دو کو تو نہیں مل سکتی وہ لازماً ایک ہی کو ملے گی۔ مگر وہ چیز جس کے مانگنے بٹنے کے باوجود اس میں کوئی کمی نہیں آ سکتی۔ وہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے باقی تمام اشیاء محدود ہیں۔ اگر ایک چیز کے دو مانگنے والے سامنے آ جائیں تو وہ لازماً زیادہ حقدار کو دی جائے گی یا اگر وہ مضطر ہو تو گو اس کا کوئی اور حقدار نہ ہو مگر پھر بھی وہ اپنے مومن بندہ کو نہ دے گا کیونکہ وہ دوست سے دشمن کیونکر بن سکتا ہے۔ اور کیسے ممکن ہے جس چیز کے متعلق وہ جانتا ہے کہ وہ آگ ہے وہ اپنے دوست کو دیدے۔ غرض سب دعاؤں کی قبولیت میں روکیں ہوتی ہیں مگر ایک دعا ہے کہ جس کے قبول ہونے میں

کوئی روک نہیں

اور جس کے لینے میں کوئی برائی نہیں۔ دنیا کی ہر چیز میں برائی ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ وَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ۔ بعض نماز پڑھنے والوں کے لئے بھی ہلاکت ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کو مانگنے میں کوئی برائی نہیں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ کسی سے اس لئے نہ ملے کہ وہ ہلاکت میں نہ پڑ جائے یا اس لئے نہ ملے کہ خدا تعالیٰ کے وجود میں کمی نہ آ جائے۔ جس طرح ہوا ہر ایک کے ناک میں جاتی ہے مگر اس میں کمی نہیں آتی۔ اسی طرح خدا تعالیٰ ہر بندہ کو مل سکتا ہے۔ اور پھر بھی اُس میں کمی نہیں ہوتی۔ سورج کی شعاعوں سے سب مخلوق فائدہ اُٹھاتی ہے۔ مگر اُن میں کوئی کمی نہیں آتی۔ چاند کی شعاعوں میں کوئی کمی نہیں آتی۔ تم چاند کی روشنی میں گھنٹوں بیٹھو کر لطف اٹھاؤ مگر اس کا نور پھر بھی اُتنے کا اُتنا ہی رہے گا۔ یہی حال خدا تعالیٰ کا ہے بلکہ خدا تعالیٰ تو اُن سے بھی کامل ہے۔ ان چیزوں میں بھی ممکن ہے کہ کوئی خفیف سی کمی ہو جاتی ہو۔ مگر خدا تعالیٰ میں اتنی بھی نہیں ہوتی۔ اسی لئے وہ اپنے بندوں سے کہتا ہے کہ تم میری طرف آؤ پھر تم دیکھو گے کہ تم کس طرح تیزی سے قدم مارتے ہوئے راستہ پر چل پڑو گے جس سے

خدا تعالیٰ کا قرب

حاصل ہوتا ہے۔ اور باوجودیکہ وہ غیر محدود ہے تم اُس کو پا لو گے۔ اور اُس کا وصال حاصل کر لو گے۔ درحقیقت اگر غور کیا جائے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی روحانی ترقی اور بندوں اور خدا کے باہمی اتصال کے لئے پانچ تغیرات کا ذکر فرمایا ہے۔ جن کے بغیر کوئی انسان خدا تعالیٰ تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا

سب سے پہلا تغیر جو کسی انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ میں خدا تعالیٰ سے ملوں اور اس کا قرب حاصل کروں۔ مگر ظاہر ہے کہ صرف خواہش کا پیدا ہونا سے

خدا تعالےٰ کے دربار تک نہیں پہنچا سکتا بلکہ ضروری ہوتا ہے کہ اُسے کوئی ایسا

ہادی اور رہنما

میسر آئے جو اُسے اِس مقصد میں کامیابی کا طریق بتائے۔ اور اس کی مشکلات کو دُور کرے۔ اسلام اس فطری تقاضا کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ بے شک ان لوگوں کے دلوں میں یہ خواہش تو پیدا ہو گئی ہے کہ انہیں خدا ملنا چاہیئے۔ لیکن اب دوسرا تغیر ان میں یہ بھی پیدا ہونا چاہیئے کہ وہ مجھ سے پوچھیں یعنی ہدایت پانے اور خدا تعالےٰ کو تلاش کرنے کے لئے انہیں

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کی طرف جانا چاہیئے۔ اور آپ سے اپنے محبوب حقیقی کا پتہ دریافت کرنا چاہیئے جس طرح بیمار کی تندرستی کے لئے ایک تو اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ سمجھے کہ وہ بیمار ہے۔ اور دوسرے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اُس ڈاکٹر کے پاس جائے جو اعلیٰ درجہ کا تجربہ کار ہو۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کو پانے کے لئے یہی ضروری ہے کہ نہ صرف خدا تعالےٰ کو پانے کی سچی خواہش انسان کے دل میں پیدا ہو بلکہ وہ اس خواہش کے حصول کے لئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اقتداء اختیار کرے جو انسان کو خدا تعالےٰ تک پہنچانے والے ہیں۔

پھر تیسری بات جو قربِ الٰہی کے لئے ضروری ہے۔ اور جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ

اُن کا سوال عَنِّیْ ہو

یعنی اُن کی غرض محض خدا تعالےٰ کو پانا ہو۔ لوگ کئی اغراض کے ماتحت مذہب میں داخل ہوتے ہیں۔ بعض لوگ ایک جماعت میں منسلک ہونے کے لئے داخل ہوتے ہیں۔ بعض اخلاقِ فاضلہ کے حصول کے لئے داخل ہوتے ہیں بعض معاشرت یا تمدن کے خیال سے داخل ہوتے ہیں۔ مگر فرمایا ان کا سچے مذہب میں داخل ہونا محض خدا تعالےٰ کے وصال اور اُس کے قرب کے حصول کے لئے ہو۔ کوئی اور خواہش ان کے پیچھے کام نہ کر رہی ہو۔ ہاں اگر دوسرے فوائد ضمنی طور پر حاصل ہو جائیں تو اور بات ہے۔ لیکن اصل غرض محض خدا تعالےٰ کا حصول ہونا چاہیئے۔

پھر عربی زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ جب اِذَا کے بعد فَ آتی ہے تو اس کے معنے ہوتے جیسا کہ پہلے کام کے نتیجہ میں فلاں بات پیدا ہوئی۔ اس جگہ بھی اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ کے یہ معنے ہیں کہ جب

یہ باتیں جمع

ہو جائیں۔ یعنی سوال کرنے والے سوال کریں کہ ہمیں خدا تعالےٰ کی ضرورت ہے پھر مجھ سے سوال کریں فلاسفروں، سائنس دانوں سے سوال نہ کریں۔ عیسیٰ یا موسیٰ سے سوال نہ کریں بلکہ تیرے پاس آئیں قرآن کے پاس آئیں یا تیرے خلفاء کے پاس آئیں اور پھر وہ میری ذات کے متعلق سوال کریں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میں ان کے قریب ہو جاتا ہوں اور انہیں اپنا چہرہ دکھا دیتا ہوں۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے جس کا جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب سورۃ قٓ میں جو کہ مکی سورۃ ہے خدا تعالےٰ یہ فرما چکا تھا کہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (قٓ آیت ۱۷) ہم انسان سے اُس کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں تو پھر سورہ بقرہ میں جو مدنی سورۃ ہے یہ فرمانے کی کیا ضرورت تھی کہ جب میرے بندے میرے متعلق کوئی سوال کریں تو تُو ان کو یہ جواب دے دے کہ میں قریب ہوں جب کہ آیت کے ذریعہ انہیں معلوم ہو چکا تھا کہ

خدا تعالےٰ بہت ہی قریب ہے

تو پھر یہ سوال ہی کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے اس آیت کے نازل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اور اگر کوئی سوال کرتا بھی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسے یہ فرما سکتے تھے کہ خدا تعالےٰ نے تو بتا چکا ہے کہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ لیکن قرآن کریم خدا تعالےٰ کا کلام ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا کلام بلا ضرورت نہیں ہوا کرتا۔ پس معلوم ہوا کہ یہاں خدا تعالےٰ کا سوال بیان کرنا اور پھر اس کا جواب دینا کوئی اور حکمت رکھتا ہے۔ اور یہاں جو قریب کا لفظ استعمال ہوا ہے اس سے وہ قرب اور بُعد مراد نہیں جو عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے متعلق تو اللہ تعالےٰ فرما چکا ہے کہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ اگر یہاں بھی مراد ہوتی تو پھر یہ کیوں فرماتا کہ جب لوگ تجھ سے میرے متعلق سوال کریں۔ تو یہ جواب دیجیئو پس معلوم ہوا کہ اس کے جواب میں جو قریب کہا گیا ہے وہ بھی کوئی اور معنے رکھتا ہے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ان دونوں آیتوں میں خدا تعالےٰ نے

ایک عجیب فرق

رکھا ہے۔ اور وہ یہ کہ قرب اور بُعد ہمیشہ نسبت کے ساتھ ہوتا ہے۔ ایک چیز ہمارے قریب ہوتی ہے مگر دوسری سے بعید ہوتی ہے۔ پس قریب اور بعید ایک نسبتی چیز ہے۔ جب ہم ایک نسبت سے کہتے ہیں حالانکہ دوسری نسبت سے وہی چیز بعید ترین ہو سکتی ہے۔ سورۃ قٓ میں جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ۔ کہ ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے۔ اور ہم اس کے دل میں جو وسوسہ ہوتا ہے اسکو بھی جانتے ہیں اور ہم اس کی رگِ جان سے بھی قریب تر ہیں۔ تو اس میں اِلَیْهِ کی نسبت سے اَقْرَبُ فرمایا ہے لیکن آیت وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ میں قَرِیْبٌ کا لفظ کسی نسبت سے نہیں فرمایا۔ بلکہ بلا نسبت فرمایا ہے اور اس کی کوئی حد بندی نہیں کی۔ اس عدمِ حد بندی میں

ایک لطیف نکتہ

ہے۔ اور وہ یہ کہ انسان جو اپنی ضرورت خدا تعالےٰ کے حضور پیش کرتا ہے وہ مختلف اوقات میں مختلف اشیاء کے متعلق ہوتی ہے۔ کبھی تو وہ انسانوں کے متعلق ہوتی ہے۔ اور کبھی حیوانوں کے متعلق کبھی جانداروں کے متعلق ہوتی ہے۔ اور کبھی بے جانوں کے متعلق کبھی خدا تعالےٰ کے متعلق ہوتی ہے اور کبھی ملائکہ کے متعلق۔ کبھی اس دنیا کے متعلق ہوتی ہے۔ اور کبھی اگلے جہان کے متعلق کبھی اس زمین پر بسنے والی چیزوں کے متعلق ہوتی ہے اور کبھی آسمان کی چیزوں کے متعلق۔ غرض انسان کی مختلف احتیاجیں ہیں اور ایسی وسیع ہیں کہ جن کی کوئی حد بندی نہیں ہو سکتی۔ لیکن انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ جب اُسے کسی چیز کی طلب ہوتی ہے تو اس کے حاصل کرنے کے متعلق وہ کوئی ایسا ذریعہ تلاش کرتا ہے جو قریب ہو۔ پھر قریب کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ ایک یہ بھی قریب ہے کہ کوئی ذریعہ جلدی سے میسر آجائے۔ سو چونکہ ہر انسان اپنا مدعا حاصل کرنے کے لئے جو ذریعہ قریب دیکھتا ہے اس کو لے لیتا ہے اور بعید کو چھوڑ دیتا ہے مگر اس کے علاوہ قریب ایک اور رنگ میں بھی ہوتا ہے۔ یعنی وہ ذریعہ جو مدعا اور منزلِ مقصود کے قریب تر پہنچا دے انسان اس ذریعہ کو اختیار کرتا ہے اور دوسروں کو چھوڑ دیتا ہے۔ غرض بہت سے قریب ہیں جن کا کسی چیز میں پایا جانا ہر انسان دیکھتا ہے۔ اور جب وہ سارے قرب کسی میں پا لیتا ہے تو اُسی کو اپنے مدعا کے حصول کے لئے چن لیتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے یہاں فرمایا کہ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ کہ انسان اپنے مختلف مقاصد کے لئے کوشش کرتا ہے اور ان کے لئے دیکھتا ہے کہ کونسا ذریعہ اختیار کروں جس سے جلد کامیاب ہو جاؤں۔ جب انسان ذرائع کو سوچتے سوچتے یہاں تک پہنچے کہ میں دعا کروں تو اس کو کہہ دو کہ اللہ قریب ہے قَرِیْبٌ اِلَیْهِ نہیں فرمایا۔ اس لئے کہ خدا تعالےٰ نہ صرف اس انسان کے قریب ہے بلکہ ہر ایک چیز کے قریب ہے۔ اور وہ مدعا حاصل کرنے کا

سب سے قریب ترین ذریعہ

ہے۔ یوں قریب ہونا اور بات ہے۔ لیکن جس مقصد کو حاصل کرنا ہو اس کے قریب کر دینا اور بات ہے۔ غرض خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں تمہارے بھی قریب ہوں۔ گویا اس آیت میں قربِ مکان کا ذکر نہیں بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ حصولِ مدعا کے لئے جتنے ذریعوں کی ضرورت ہے وہ سب خدا تعالےٰ میں موجود ہیں۔ مثلاً ایک شخص ولایت میں بیٹھا ہوا روپیہ کا محتاج ہے وہ وہاں سے ہمیں ... کے لئے لکھتا ہے اگر ہم اُسے روپیہ بھیجیں تو کئی دنوں کے بعد اُسے ملے گا۔ لیکن اگر ہم اس کے لئے دُعا کریں تو ممکن ہے کہ ادھر ہمارے منہ سے اُس کے لئے دُعا نکلے اور اُدھر اللہ تعالےٰ نکلے اور اُدھر اللہ تعالےٰ اُس کا کوئی انتظام کر دے۔ تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں قریب ہوں۔ اگر کوئی مدد حاصل کرنا چاہتے ہو تو مجھ سے کہو۔ اور

خدا تعالےٰ کے حضور

حاضر ہونے کے لئے نہ ہاتھ ہلانے کی ضرورت ہے نہ پاؤں سے چلنے کی۔ دل ہی دل میں انسان حاضر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں قریب ہوں پھر وہ انسان ہی کے قریب نہیں بلکہ جس مدعا اور مقصد کو حاصل کرنا ہو اُس سے بھی قریب ہے۔ ادھر انسان یہ کہتا ہے۔ کہ الٰہی فلاں چیز مجھے مل جائے۔ اور اُدھر وہ چیز خواہ لاکھوں میل کے فاصلہ پر ہو خدا تعالےٰ اُس پر اُسی وقت قبضہ کر لیتا ہے کہ یہ چیز فلاں بندہ کے لئے ہے۔ کیونکہ جس طرح خدا تعالےٰ اس بندہ کے قریب ہے اسی طرح اس چیز کے بھی قریب ہے۔ غرض کامیابی کے حصول کے لئے یہ ذریعہ سب سے بڑا اور سب سے زیادہ مفید ہے

پھر اِنِّیْ قَرِیْبٌ کہہ کر

ایک اور لطیف مضمون

کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے اور وہ یہ کہ اگر میں تمہیں نظر نہیں آتا تو یہ نہ سمجھ لینا کہ میں تم سے دُور ہوں میں تو تمہارے بالکل قریب ہوں اور اسی وجہ سے تمہیں نظر نہیں آتا کیونکہ صرف وہی چیز تمہیں نظر نہیں آتی جو زیادہ دور ہو بلکہ وہ چیز بھی نظر نہیں آتی جو زیادہ قریب ہو

یہی وجہ ہے کہ انسان اپنے اندر کی آواز کو نہیں سن سکتا۔ بلکہ نفس اور ضمیر کی آواز آتی ہے مگر کان اسے نہیں سن سکتے۔ اس لئے آواز بھی اندر کی سنائی دیتی ہے۔ جب ہم کوئی آواز سنتے ہیں تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ یہ آواز باہر سے ہو کر آئی ہے کیونکہ کان کا پردہ قدرتی طور پر اس طرح بنایا گیا ہے کہ ہوا کا دباؤ اس کے پردہ پر پڑتا ہے۔ تو اس سے ایک حرکت پیدا ہوتی ہے

ارتعاش کی لہریں

یعنی وائی بریشنز (vibrations) پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہی وائی بریشنز دماغ پر جاتی ہیں۔ اور دماغ ان کو الفاظ میں بدل ڈالتا ہے۔ یہی وائی بریشنز ہیں جو ریڈیو کے والوز میں پڑتی ہیں اور ریڈیو ان کو الفاظ میں بدل ڈالتا ہے۔ انسانی بناوٹ بھی ریڈیو کان ہے اور اعصاب دماغی والوز ہیں۔ ان کے ذریعہ جو حرکات دماغ میں منتقل ہوتی ہیں۔ وہ وہاں سے آواز بن کر سنائی دیتی ہیں۔ پس آواز کے معنے ہی باہر والی چیز کے ہوتے ہیں۔ جب آواز آتی ہے تو اس کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ یہ باہر سے آئی ہے۔ کیونکہ آواز آتی باہر سے سکتی ہے۔ اندرونی آواز جو سنائی دیتی ہے مثلاً پیٹ میں گڑگڑ کی آواز آتی ہے۔ تو دراصل اصل احت کی بھی حرکات پیٹ کی دیواروں پر باہر اثر ڈالتی ہیں۔ درحقیقت یہی ہے کہ جو اندر کی آواز ہوتی ہے اسے ہم نہیں سن سکتے کیونکہ وہ ہمارے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ غرض جس طرح ہم بہت بعید کی چیز کو نہیں دیکھ سکتے اور بہت قریب کی چیز کو بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اسی طرح ہم بعید کی آواز کو بھی نہیں سن سکتے اور قریب کی آواز کو بھی نہیں سن سکتے۔ جن لوگوں کو ان کا علم نہیں وہ اس پر تعجب کریں تو کریں۔ ورنہ یہ سب کچھ حرکات پر مبنی ہوتا ہے۔ جو کچھ تم سنتے ہو وہ بھی حرکات ہیں۔ جن کو کان آواز میں بدل ڈالتے ہیں۔ اور جو کچھ تم دیکھتے ہو۔ وہ

وہ بھی حرکات ہیں

جن کو آنکھیں شکل میں تبدیل کر ڈالتی ہیں۔ جو چیز تمہارے سامنے گزرتی ہوتی ہے۔ وہ تصویر نہیں ہوتی بلکہ وہ فیچرز (Features) یعنی نقش ہوتے ہیں۔ جو آنکھوں کے ذریعہ دماغ تک جاتے ہیں اور وہ انہیں تصویر میں بدل ڈالتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آجکل ریڈیو سیٹ کے ذریعہ تصویریں بھی باہر جانے لگ پڑی ہیں۔ ان حرکات کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ تمام حرکات خواہ وہ کان کی ہوں یا آنکھ کی

ایک حد بندی کے اندر

ہوتی ہیں یعنی ایک درجہ اُن کا اعلیٰ ہوتا ہے اور ایک ادنیٰ ہوتا ہے ان دونوں کے درمیان جو چیز ہوتی ہے اُسے آنکھ دیکھ سکتی ہے اور جو چیز اُس حد بندی سے دُور ہو اُسے آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ اور جو اس حد بندی کے نیچے ہو اُس کو بھی آنکھ نہیں دیکھ سکتی اسی طرح جو آواز اس حد بندی کے اندر ہوگی اُسے کان سن لے گا اور جو آواز اس حد بندی سے دُور ہوگی اُسے کان نہیں سن سکے گا۔ اور جو آواز اس حد بندی سے نیچے ہو اُسے بھی کان نہیں سن سکتا۔

جَوّ میں بہت سی آوازیں پیدا ہوتی رہتی ہیں جیسے بادلوں کے آپس میں ٹکرانے کی آواز یا اجرام فلکی کے آپس میں ٹکرانے کی آواز۔ لیکن وہ اتنی شدید ہوتی ہیں کہ ہم اُن کی شدت کی وجہ سے اُنہیں نہیں سن سکتے۔ جس طرح کان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ ایسی آواز سن سکے جو اُس کی طاقت سے باہر ہو۔ یا وہ ایسی آواز سن سکے جو اس کی طاقت سے کم ہو۔ اسی طرح جو نظارہ آنکھ کی طاقت سے زیادہ ہو وہ آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ اور جو نظارہ اس کی طاقت سے کم ہو وہ بھی نہیں دیکھ سکتی۔ پس اِنِّیْ قَرِیْبٌ میں اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ مجھ کو نہ دیکھنے کی وجہ یہ نہیں کہ میں تم سے دُور ہوں۔ میں تم سے دُور نہیں بلکہ تمہارے اتنا قریب ہوں کہ تم مجھے زیادہ قریب ہونے کی وجہ سے دیکھ بھی نہیں سکتے اور نہ تم میری آواز کو سن سکتے ہو۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے

کہ جب انسان خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہی نہیں تو پھر وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ کہنے کا کیا مطلب ہوا؟ کیونکہ انسان پوچھتا تو اس کے متعلق ہے جو اُسے نظر آتا ہو۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ کبھی سوال مبہم بھی ہوتا ہے۔ جیسے رات کو کوئی شخص سفر پر جا رہا ہو اور اُسے خطرہ محسوس ہو۔ تو وہ آواز دیتا ہے کہ کوئی ہے؟ اب اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اُسے کوئی انسان نظر آ رہا ہوتا ہے بلکہ وہ اس خیال سے آواز دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص وہاں ہو تو آ جائے اور اُس کی مدد کرے۔ اور جنگل میں تنہائی اور اندھیرے کی وجہ سے جو گھبراہٹ اُس پر طاری ہے وہ دُور ہو جائے۔ اسی طرح اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب دنیا میں

انسان تنہائی محسوس کرے

اور سمجھے کہ مجھے کسی مدد کی ضرورت ہے۔ اور خدا تعالیٰ جو غیر مرئی ہے اس کے متعلق وہ کہے کہ اگر خدا ہے تو آئے اور میری مدد کرے تو خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ تم میرے اس بندے کو جا کر کہو کہ میں موجود ہوں اور بہت زیادہ مدد

بھی نہیں بلکہ میں تمہارے قریب ہی ہوں دُنیا میں پاس رہنے والا شخص بھی بعض اوقات مدد نہیں کرتا۔ بعض دفعہ تو وہ مدد کا ارادہ ہی نہیں کرتا اور کہتا ہے مرتا ہے تو مرے مجھے اس کی مدد کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور بعض اوقات وہ اپنے اندر زیادتی کرنے والے کے خلاف مدد کرنے کی طاقت نہیں پاتا۔ جیسے کوئی شیر گاؤں میں آ جائے اور کسی پر حملہ آور ہو تو دوسرے لوگ بجائے اُس کی مدد کرنے کے بھاگ جاتے ہیں لیکن یہاں ایسا نہیں ہوتا بلکہ اگر کوئی بندہ گھبرا کر آواز دے اور کہے کہ کوئی ہے؟ تو وہاں خدا موجود ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ

میرے بندے سنے

اگرچہ مبہم طور پر آواز دی ہے کہ شاید کوئی موجود ہو تو وہ بول پڑے۔ لیکن میں اس کی مبہم پکار کو بھی اپنی طرف منسوب کر لیتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ وہ مجھے ہی بلا رہا ہے۔ میں بھول جاتا ہوں کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے خیالی طور پر کہہ رہا ہے۔ میں اس وقت اگر کچھ کر رہا ہوں تو چھوڑ دیتا ہوں اور فوراً اُس کی مدد کے لئے دوڑ پڑتا ہوں۔ اس لئے اگر کوئی

میرے متعلق سوال کرے

تو اُسے بتا دو کہ میں قریب ہی ہوں دُور نہیں۔ بے شک دُنیا میں بعض دفعہ کوئی دوسرا شخص قریب بھی ہوتا ہے تو پھر بھی وہ مدد کرنے کا ارادہ نہیں کرتا۔ یا اس کی مدد کی طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن میں تو یہ ارادہ کر کے بیٹھا ہوں کہ اس کی مدد کروں گا۔ اور مجھ میں اس کی مدد کرنے کی طاقت بھی ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے صرف مسلمانوں ہی کی دُعائیں نہیں سننا بلکہ خواہ کوئی ہندو یا عیسائی یا سکھ ہو یا آریہ۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کے حضور سچے دل سے گڑگڑائے اور اپنی حالت زار پیش کر کے اس کی مدد چاہے تو خدا تعالیٰ اس کی دُعا کو سنتا اور اُسے قبول کرتا ہے۔ بے شک وہ ایک سچے مسلمان کی دُعائیں دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ قبول کرتا ہے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ اُس نے اپنی رحمت کا دروازہ دنیا کی باقی قوموں اور افراد کے لئے بند کر رکھا ہے۔ بلکہ ہر شخص جو اُس کے دروازہ پر جاتا ہے اور اُس کے حضور گرتا ہے خدا تعالیٰ اُس پر رحم کرتا۔ اور اُس کی حاجات کو پورا فرماتا ہے۔ وہ واضح الفاظ میں فرماتا ہے کہ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ جب کوئی پکارنے والا اپنی مدد کے لئے مجھے آواز دیتا ہے تو میں اُس کی پکار کا فوراً جواب دیتا ہوں۔ اور اُسے اپنی بارگاہ سے کبھی خالی واپس نہیں کرتا۔

(تفسیر سورۃ البقرہ صفحہ ۳۹۹ تا ۴۰۵)

قطعات!

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

اے مرے بدر منیر و مہر او ج برتری ۔۔۔ نور بہری کی تری محتاج ہے خشکی تری
تیری شان دلبری ہر نقص سے پاک بری ۔۔۔ خُوب محبوبی کہ از خوباں عالم بہتری

(۲)

ثابت از کسر صلیب و قتل دجل خنزری ۔۔۔ ملت اسلام بر ادیان دارد برتری
از پئے احیاء و تجدید و اشاعت شاملِ کل ۔۔۔ احمد مرسل شد افضل از مسیح ناصری

(۳)

مصلح موعود ہیں اپنے امام ارجمند ۔۔۔ احمدیت کی جنہوں نے چار سو ڈالی کمند
قادیاں اور ربوہ مرکز ہیں ہمارے دلپسند ۔۔۔ دونوں میں سالانہ جلسے مناسب دسمبری

میرے شوق خانہ خراب کو تری رہگذر کی تلاش ہے

فریادِ مہجور

نہ پوچھو مجھ سے میں کہاں جا رہا ہوں ۔۔۔ جہاں سے میں آیا وہاں جا رہا ہوں
اقامت ہے فی الحال ربوہ میں میری ۔۔۔ مراد دل ہے قادیاں جا رہا ہوں!
وہی تیاد ہاں جسپط تو مجھ رہتی ۔۔۔ میں ربانی ہو کر وہاں جا رہا ہوں!
میں ہوں عندلیب گلستانِ احمد ۔۔۔ پئے نغمہ سے باغ جناں جا رہا ہوں
مرے ذوق نا تمام کو اس گھر کے در کی تلاش ہے (اکمل)

عشق رسول اور اس کے چند مظاہر

از مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ

بخاری میں حضرت انس رضؓ سے ایک حدیث مروی ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"یؤمن احدکم حتّٰی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔"

اے لوگو! تم میں سے کوئی شخص حقیقی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُسے اُس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔ اور اس کیفیت کا پیدا ہونا کوئی آسان بات نہیں۔ ہم میں سے ہر ایک اپنا محاسبہ کر سکتا ہے کہ وہ اپنے والدین یا بچوں سے کتنی محبت کرتا ہے۔ وہ اُن کے لئے کتنی قربانی کرتا ہے۔ اُن کی تکلیف کا اُسے کس قدر احساس ہوتا ہے ان کے غم میں وہ کتنا گھلتا ہے اور اُن کی خوشی کے لئے وہ کس طرح آسمانوں کے تارے بھی توڑتا ہے۔ کیا رسولِ خدا کے لئے بھی اس کے جذبات اور اعمال ایسے ہی یا اس سے بڑھ کر ہیں۔ حدیث میں آیا

حبّک الشیء یعمی ویصم

محبت تو انسان کو اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔ عشق انسان سے بڑی سے بڑی قربانی کروا سکتا ہے۔ ورنہ کون کسی کے لئے مصائب جھیلتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

کس بہر کسے سر ندہد جان نفشاند
عشق است کہ این کار بصد شوق کناند

کوئی کسی کے لئے جان نہیں دیتا عشق ہی ہے جو یہ کام اور شوق کرواتا ہے۔ عشق ہی کے باعث اسمٰعیل علیہ السلام نے گردن چھری کے نیچے رکھنے کے لئے تیار ہو گئے تھے اور عشق کی ہی وجہ تھی کہ بھڑکتی چتا میں حضرت ابراہیم کود گئے تھے ؎

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

لیکن عشق اور محبت حسن و احسان سے پیدا ہوتی ہے۔ دل مائل ہوتے ہیں حسن یا احسان کو دیکھ کر۔ حضور کے حسن و احسان کو دیکھنے والی نظر کو پیدا ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ ہمارے امام کا ملہم ہے:

[illegible] جو دیکھے وہ نظر پیدا کر

اس میں [illegible] حسن و احسان کے حسن و احسان کے ادراک کا مسئلہ ہے۔ جن لوگوں نے ان کے حسن و احسان کو دیکھا اور نقاد نیوان [illegible] آپ کی [illegible] ہو گئے۔

محبت کے جو مظاہر دنیا نے اُن کے اعمال میں مشاہدہ کئے آج کے مضمون میں یہی لکھنا مقصود ہے۔ ان واقعات کے مطالعہ سے ہم اپنے اعمال و افکار کا تجزیہ کریں کہ جب ہمارا بھی محبت و عشق کا دعویٰ ہے تو ہم سے بھی اسی قسم کے افعال سرزد ہونے چاہئیں۔

محبت کے مظاہر بھی کچھ عجیب ہوتے ہیں۔ عشق کے انداز ہمیشہ نرالے ہوتے ہیں لیکن اتنے واضح ہوتے ہیں کہ اُن کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ مشک خود اپنا پتہ دے دیتی ہے۔ عطار کے دلائل کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(۱)

جس طرح رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق مخالفین نے یہ شہادت دی تھی کہ

عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ

محمدؐ اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے۔ اسی طرح مخالفین نے یہ شہادت بھی دی کہ جو محبت اور عشق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھیوں کو آپ سے ہے اس کی نظیر دنیا میں نہیں پائی جاتی۔

ہجرت کے ساتویں سال جب کفار نے عروہ بن مسعود کو صلح کی گفتگو کے لئے بھیجا تو انہوں نے جا کر جو نقشہ کفار کے سامنے کھینچا وہ یہ تھا۔

"یا معشر قریش انی جئت کسریٰ فی ملکہ وقیصر فی ملکہ والنجاشی فی ملکہ وانی واللّٰہ ما رأیت ملکا فی قوم قط مثل محمد فی اصحابہ"

اے قریش کے گروہ میں نے کسریٰ قیصر اور نجاشی کے دربار بھی دیکھے ہیں لیکن جو محبت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھی ان سے کرتے ہیں وہ محبت ان بادشاہوں کی رعایا بھی اپنے بادشاہوں سے نہیں کرتی محمد صلے اللہ علیہ وسلم جب گفتگو کرتے تھے تو وہ تعظیماً اپنی گردنیں جھکا دیتے تھے اور مجلس میں اس طرح خاموشی طاری ہو جاتی تھی جیسے اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اور جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وضو کرتے تھے تو وہ اُن کے وضو کے پانی کو زمین پر پڑنے نہیں دیتے۔

شمع رسالت کے ایک پروانے کی ندامت دیکھیے۔ حضرت عمرو بن عاص جو بہت نیک انسان تھے وہ کہتے ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہ تھا نہ میری آنکھوں میں آپ سے زیادہ کوئی بزرگ و برتر تھا۔ آپ کے اس اجلال اور احترام کی وجہ سے میری آنکھ آپ کی طرف اُٹھ نہ سکتی تھی یہاں تک کہ اگر کوئی کہے کہ میں آپ کا حلیہ بیان کروں تو میں آپ کا حلیہ بیان نہیں کر سکتا۔ (شرح المواہب)

ایک اور روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ جب میں مخالف تھا تو مخالفت کی وجہ سے آپ کو دیکھنا پسند نہ کرتا تھا اور جب میں ایمان لایا تو اب میں نظر بھر کر نہ دیکھ سکتا تھا اللہ اللہ! یہ لوگ عشق و محبت میں کس قدر گداز تھے۔ ان کے دلوں میں رسول خدا کا احترام اور اصول کس قدر تھا کہ چہرہ پر نظر نہیں گاڑ سکتے۔ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) روحانیت کا سورج تھے کہ ادھر نظر اٹھتی تو چکا چوند ہو جاتی۔ میں نے خود اسی مضمون میں عرض کیا ہے

عشق کے انداز نرالے ہیں ایک دوسرے صحابی کہتے ہیں ایک چاندنی رات میں اہل خدا مجلس میں رونق افروز تھے میں کبھی چاند کی طرف دیکھتا اور کبھی زمین پر اس چاند کو دیکھتا ہے کہ کون زیادہ حسین ہے۔ حضرت کعب بن مالک کو جب تبوک سے پیچھے رہنے کی بنا پر سزا دی گئی اور ان کا بائیکاٹ کیا گیا تو وہ مسجد میں جاتے نوافل ادا کرتے اور کن انکھیوں سے رسول خدا کی طرف دیکھتے کہ حضور کی نظر مجھ پر بھی کبھی پڑتی ہے یا نہیں۔ چند نہیں نقیہ کیا نتو سے یاد دے لیکن کعب بن مالک کو یہی نماز تھی۔ وہ سلام کہہ کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں کی طرف دیکھتے کہ ہونٹ جنبش میں آئے یا نہیں۔

(۲)

انہیں کعب بن مالک کا ذکر ہے یہ کہتے ہیں کہ جب میرا بائیکاٹ ہو گیا۔ تو کیفیت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ضاقت علی الارض بما رحبت۔ زمین باوجود اپنی وسعت کے مجھ پر تنگ ہو گئی تھی۔ بیوی نے بھی خدا کے رسول کے حکم کے ماتحت مقاطعہ کر لیا تھا۔ میرا ایک چچا زاد ابو قتادہؓ مجھے بہت پیارا تھا ایک دن میں اس کے پاس گیا اور پوچھا کیا تو نہیں جانتا کہ میں خدا اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ میرے چچا زاد بھائی نے کہا خدا اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ جب میں نے یہ جواب سنا تو میری آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ اس حالت میں غسان کے بادشاہ نے ایک آدمی کو خط دے کر بھیجا جس کا مضمون یہ تھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تجھ پر بہت سختی کی ہے تو ہمارے پاس آجا ہم تیری قدر و منزلت کریں گے اور تجھے رسوا نہیں ہونے دیں گے۔ خط لانے والے کو کعبؓ نے کہا آہ مجھے خط کا جواب دوں۔ ایک تنور جل رہا تھا اس میں خط کو پھینک دیا اور کہا یہ تمہارے خط کا جواب ہے۔

وہ محمد پر ایسی دعوت دینے والی بادشاہوں کی پیشکش کو بھی حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اس گھر کی جھونپڑیاں بھی ان کے الفا محلات سے بہتر ہیں۔ جب تک عشق اور محبت جب تک دنیا قائم ہے کعب کا نام بھی قائم ہے اور اس کے عشق کی مثال عشاق کے لئے نشان راہ کا کام دے گی۔ (یہ واقعہ بخاری میں مذکور ہے)

(۳)

ہجرت کے تیسرے سال اُحد کے موقعہ پر فتح کے بعد جب کفار نے اچانک حملہ کیا افراتفری مچی تو ابوطلحہؓ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اس دن انہوں نے تیر اندازی کرتے ہوئے کئی کمانیں توڑ ڈالیں حضور اگر اونچا ہو کر دشمن کو دیکھنے کا ارادہ فرماتے تو حضرت ابوطلحہ عرض کرتے

بابی انت وامی لا تشرف یصیبک سہم من سہام القوم نحری دون نحرک یا رسول اللّٰہ

میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ اونچے ہو کر دیکھئے مبادا دشمنوں کا کوئی تیر آپ کو لگ جائے۔ اے رسول خدا آج میرا سینہ دشمنوں کے سامنے ہے تیر آپ تک صرف میرے سینہ کو توڑ کر آنے دوں گا۔

کیا عشق و وفا میں ڈوبا ہوا فقرہ ہے۔ نحری دون نحرک۔ میرا سینہ آپ کے اور دشمنوں کے درمیان حائل ہے۔

ان کے ایک اور بھائی اور رسول خدا کے فدائی حضرت طلحہ کا بھی عشق دیکھئے۔ انہوں نے اس دن جسم پر اتنے زیادہ زخم کھائے تھے اور حضور کی حفاظت میں اپنا ہاتھ شل کروا لیا تھا۔ ایک بار کسی نے انہیں "ٹُنڈا" کہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پتہ ہے یہ ہاتھ کہاں شل ہوا تھا۔ یہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بچاؤ میں شل ہوا ہے۔ ڈھال بن کر تیروں کو حضور سے روکتے رہے ہاتھ تیروں سے چھلنی ہو گیا۔ لیکن پیچھے نہ گرنے دیا۔ کسی نے پوچھا کہ ہاتھ پر تیر آ کر لگتے تھے تو ہاتھ نیچے نہ گرتا تھا۔ کہا احساس تھا کہ اگر ہاتھ پیچھے ہٹا تو پیچھے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا روئے مبارک ہے۔ انہیں کو منہم من قضیٰ نحبہ کا سرٹیفکیٹ ملا تھا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنا حق ادا کر دیا۔

(۵)

احد کی جنگ کا واقعہ ہے جب مسلمانوں کو فتح ہو گئی۔ تو مسلمان ادھر ادھر پتھروں کی اوٹ میں آرام کرنے لگ گئے۔ حضرت انس بن نضر پھر رہے تھے انہوں نے دیکھا حضرت

عمرو ایک پتھر پر بیٹھے رو رہے ہیں۔ انہوں نے پوچھا عمر اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی ہے تم یہاں بیٹھے رو رہے ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تمہیں علم نہیں کہ فتح کے بعد کیا ہوا۔ اس طرح وہ یہ ہے حملہ ہوا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے (حضور بے ہوش ہو گئے تھے اور مشہور یہ ہو گیا تھا کہ آپ شہید ہو گئے ہیں) اس پر حضرت انس بن نضر نے کہا فما تصنعون بالحیٰوۃ بعدہٗ۔ کہ اگر حضور رضوت ہو گئے ہیں۔ تو ان کے بعد تم نے زندہ رہ کر کیا کرنا ہے" قوموا فموتوا علی مات علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" اُٹھو اُسی طرح تم بھی موت سے ہم آغوش ہو جاؤ کہ جس طرح حضورؐ اللہ کو پیارے ہوئے۔ اور پھر خدا تعالےٰ کو مخاطب ہو کر کہا

انی الیک مما فعل ھولاء

اللہ تعالےٰ میں اس سے بری ہوں جو مسلمانوں نے کیا۔ یہ کہا اور تلوار سونت کر دشمنوں پر جا پڑے۔ راستہ میں حضرت سعدؓ ملے تو انہیں کہا سعد مجھے اُحد کی جانب سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔ جنگ کے بعد جب ان کی لاش کی تلاش کی گئی تو زخموں کی کثرت سے بدن چھلنی ہو چکا تھا جسم پہچانا نہیں جاتا تھا۔ ان کی بہن نے انگلیوں کے پوروں سے پہچانا تھا۔

یہ واقعہ تھا تو حضرت انس بن نضر کے ان کلمات سے ذہن حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ان اشعار کی طرف منتقل ہو گیا۔ آپ خدا تعالےٰ سے اسلام کے غلبہ کی دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

اے خداوندا دگر آمد ما آب نصرت زبہار
یا مرا بردار یا رب زیں مقام آتشیں
اے خدا جلد آ اور ہم پر اپنی نصرت کی بارش برسا۔ یا مجھے اس دنیا سے اُٹھا لے۔

؎ دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

(۶)

کفار کے قبیلہ بنو لحیان دعو کے سے کچھ مسلمانوں کو مدینہ سے لے گئے۔ اور انہیں شہید کر دیا۔ ان شہداء میں سے ایک زید بن دثنہ بھی تھے۔ ان کی مشکیں کس کر انہیں مکہ لے گئے۔ بدر کے دن صفوان کے والد امیہ کو زید بن دثنہ نے قتل کیا تھا صفوان نے اپنے باپ کا بدلہ لینے کے لئے زید بن دثنہ کو خریدا تھا کینہ دشمن جب جرأت اور بہادری کے میدان میں مقابلہ نہیں کر سکتا تو اس طرح بدلہ لے کر اپنے سینہ کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ ان کے قتل کے لئے ایک دن مقرر کر دیا گیا۔ مکہ میں اعلان کر دیا گیا۔ زید بن دثنہ کو رسیوں میں جکڑ کر مقتل میں لایا گیا۔ مقتل میں تماشائی۔ بے چھے نسطاس نے قتل کے لئے تلوار سونتا۔ نہ جانے ابوسفیان کو کیا سوجھی آگے بڑھا اور زید بن دثنہ کو کہا۔ زید تیرا دل تو چاہتا ہوگا کہ تم اپنے گھر میں آرام سے بیٹھے ہوتے اور تمہاری جگہ یہاں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہوتے۔ دثنہؓ نے جواب دیا۔ اے دشمن اسلام تو یہ کہتا ہے۔ خدا کی قسم میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میں اپنے گھر میں آرام سے بیٹھا ہوں اور مدینہ کی گلیوں میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیر میں کانٹا بھی چبھ جائے۔ نسطاس نے تلوار لہرائی اور دثنہ کا سر زمین پر تڑپنے لگ گیا دثنہ کی روح اس جسم سے بے شک جدا ہو گئی۔ لیکن زمین و آسمان گواہ ہیں دثنہؓ زندہ جاوید ہو گئے کہ خدا کہتا ہے۔

لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل
اللہ اموات بل احیاء
ولکن لا تشعرون۔

حضورؐ سے محبت کرنے والوں نے آپ کے ایک ایک لفظ پر جانیں قربان کر دیں۔ شراب کے نشہ میں مدہوش نے شراب کی حرمت کی منادی سُنی تو پہلے مٹکے توڑ کر پھر یہ اطمینان کیا کہ واقعی حرام ہوئی یا نہیں انہوں نے رسولِ خدا کی محبت میں گھربار چھوڑا عزیز و اقرباء کو چھوڑا۔ دنیا سے منہ موڑا۔ انہوں نے آپؐ کے الفاظ کو زمین پر نہ پڑنے دیا۔ حضور کے لائے ہوئے دین کی اشاعت کی خاطر انہوں نے سمندر میں گھوڑے ڈال دیئے۔ ماؤں نے اپنے بیٹوں کو خوشی خوشی قربانی کے لئے پیش کیا۔ عیش و عشرت کے دلدادہ لوگوں نے اپنی سیرت میں ایسی نمایاں تبدیلی پیدا کی کہ [illegible] ہو گئے۔ وہ سنتِ نبوی کے ایسے متبع تھے کہ محبوب کی ایک ایک حرکت پر اور ادا کی انہوں نے پیروی کی۔

یاد رکھئے آج بھی اسلام زندہ نہ ہوگا ہمارا ایمان کامل نہ ہوگا۔ جب تک ہم سے ان مظاہر کا ظہور نہ ہوگا۔ اے خدا ہمیں اپنے رسول کا سچا عشق عطا فرما۔ اور ان صحابہؓ کے نقشِ قدم پر چلا۔ آمین یا رب العالمین ۞

درخواستِ دعا

میرے بھانجے عزیزم سلیم احمد عباسی نے تکمیل کا امتحان دیا ہے۔ اور یہ امتحان کچھ پیچیدگیوں اپنے رکھتا ہے۔ گو پرچے اچھے ہو گئے ہیں۔ مگر پھر ان میں اُسے احتمال ہے کہ کہیں کوئی کمی نہ رہ گئی ہو۔ جملہ احباب جماعت اس کی نمایاں کامیابی کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

قاضی عبدالمجید درویش قادیان دارالامان

جماعت احمدیہ۔ اور۔ تقدیرِ خاص

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

عام قانون قدرت عام طور پر خدا تعالےٰ کا معاملہ دنیا کے ساتھ عام قانونِ قدرت کے ماتحت ہوتا ہے۔ جس قوم کے پاس ترقی کے ظاہری وسائل و اسباب ہوں گے وہ قوم ترقی کرے گی اور دوسری اقوام پر غالب آئے گی۔ اور جو قوم باعتبار وسائل و اسباب کمزور ہو گی وہ مغلوب رہے گی۔ مومنوں کو بھی اس قانون قدرت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ رعایت اسباب حصول ترقی کے لئے ضروری ہے۔

تقدیر خاص مگر جس زمانہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے کسی مذہب یا شریعت کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ اُس وقت اللہ تعالےٰ اپنی صفتِ مالکیت کا اظہار کرتا ہے۔ جس خاص تصرف سے اللہ تعالےٰ کام لیتا ہے۔ ایک بیچارہ اور بے کس وجود دُنیا کے سامنے آکر دعوے پیش کرتا ہے۔ سب لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ لیکن باوجود دنیوی سامانوں کی کمی بلکہ ظاہری سامانوں کے مخالف ہونے کے وہ شخص کامیاب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اور بہت سے معاملات میں دعاؤں اور معجزات کے ذریعہ سے ایسے ایسے واقعات ظاہر ہوتے ہیں کہ دُنیا ان کو دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے۔ اور وہ لوگ جو اللہ تعالےٰ کی صفات کی باریکیوں سے واقف نہیں ہوتے وہ بظاہر قانونِ قدرت کو ٹوٹتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ حالانکہ جب اللہ تعالےٰ کسی روحانی سلسلہ کو قائم کرتا ہے یا کسی شریعت کی بنیاد رکھتا ہے تو اُن ایام میں اُس کی صفت "مالکیت" کا خاص طور پر ظہور ہوتا ہے یعنی عام قانون کی بجائے اپنے خاص قانون کو جو اُس کے پیاروں۔ محبوبوں اور ماموروں سے مخصوص ہے ظاہر کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اور اس کو تقدیر خاص کہتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:۔

(۱) کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ ان اللہ قوی عزیز (المجادلہ)

(۲) انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا (سورہ المؤمن)

(۳) فان حزب اللہ ھم الغالبون (المائدہ)

یعنی اللہ تعالےٰ کا یہ قانون اور فیصلہ ہے کہ وہ اور اُس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ وہ اپنے رسولوں اور مومنوں کی تائید و نصرت فرماتا ہے۔ اور اسی تائید و نصرت کے نتیجہ میں مومن جو خدائی جماعت ہوتے ہیں۔ غالب آئیں گے۔

حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تک ہر نبی کے زمانہ میں خدا تعالےٰ کی یہ سنت یعنی "تقدیر خاص" اسی طرح ظاہر ہوتی چلی آئی ہے۔ اُن دنوں ایسے واقعات ظاہر ہوتے ہیں جو خارق عادت نظر آتے ہیں۔ اور یہ امر اس بات کا ثبوت ہوتا ہے۔ کہ یہ زمانہ مامور کا زمانہ یا قیام شریعت کا زمانہ ہے۔ اور وہ مامور ربانی اپنے مقصد میں کامیاب و کامران ہوگا۔ اور اُس کے مخالف باوجود وسائل و اسباب کی فراوانی کے ناکام و نامراد رہیں گے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ قرآن مجید کی دو آیات

(۱) ذالک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمھا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسھم (انفال ع ۷)

(۲) ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم (الرعد ع ۲)

سے مسلمانوں کو عام طور پر یہ دھوکا لگا ہوا ہے کہ جب تک کوئی قوم ظاہری سامان پیدا نہ کرے۔ اس کو ترقی نہیں ملتی۔ حالانکہ ان آیات میں یہ ذکر نہیں۔ بلکہ یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالےٰ اگر کسی قوم کو کوئی نعمت دیتا ہے تو اس وقت تک وہ نعمت نہیں چھینتا جب تک کہ قوم کا اپنا دل اور عمل خراب نہ ہو جائے۔ کیونکہ عوام جو دوسرا مفہوم ان آیات سے سمجھ رہے ہیں۔ وہ تو سب نبیوں کے وقت میں غلط ہو چکا ہے یعنی باوجود ظاہری سامان پیدا نہ کرنے کے بلکہ اپنے موجودہ اموال کو بھی خدا کی راہ میں خرچ کر دینے کے نبیوں کی جماعتیں ہمیشہ ترقی کرتی رہی ہیں۔ اور دشمنوں پر غالب آتی رہی ہیں۔ اس لئے کہ اس زمانہ خدا تعالےٰ کی صفت مالکیت اور تقدیر خاص اپنا کام کر رہی تھیں۔ اور نصرت الٰہی بارش کی طرح آ رہی تھی۔ اور ان انبیاء کرامؑ کے زمانہ میں خدا تعالےٰ کی ہستی اپنی تجلیات خاص کے ذریعہ جلوہ فگن ہو رہی تھی۔ اور یہی خارق عادت امور اس مرید و حکیم ہستی کا ثبوت ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس تقدیر خاص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے
(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ کا قیام اور تقدیر خاص

اس زمانہ میں بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک مامور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا اور اس کو بڑے الفاظ بشارات دیں جو "تقدیر خاص" کا اعلان عام ہیں۔

(۱) "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا"

(ب) میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

(ج) I shall give you a large party of Islam

(د) اِنّی مُھِینٌ من اراد اھانتک
وانّی معینٌ من اراد اعانتک

(تذکرہ)

کہ جو تیری ذلت چاہتا ہے میں اُسے ذلیل و رسوا کروں گا۔ اور جو تیری مدد کا ارادہ کرے گا میں اُس کی تائید و نصرت کروں گا۔

جماعت احمدیہ کا شاندار مستقبل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کے بعد سخت اور ہر طبقہ کی طرف سے آپ کی مخالفت شروع ہو گئی۔ اور آپ کی آواز کو ہر ممکن طریق سے دبانے کی کوشش کی گئی۔ مگر خدا تعالےٰ نے اپنی "تقدیر خاص" کے مطابق آپ کو کامیابی و کامرانی اور جماعت کے شاندار مستقبل کے بارہ میں بار بار خبر دی۔ چنانچہ حضور اپنی خدائی بشارتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"خدا تعالےٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا۔ اور میری محبت لوگوں کے دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور۔ اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی۔ اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ

"میں تجھے برکت پر برکت دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

سو اے سننے والو ان باتوں کو یاد رکھو۔ اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔"

(تجلیات الٰہیہ ص ۲۱)

جماعت احمدیہ اور ابتلاؤں کا دور

حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کے بعد مخالفین کی طرف سے آپ کے راستہ میں مشکلات پیدا کی گئیں۔ آپ پر بے بنیاد مقدمات کئے گئے۔ آپ پر ایمان لانے والوں پر عرصہ حیات تنگ کیا گیا۔ کہیں مار پیٹ ہوئی کہیں مکمل بائیکاٹ کیا گیا اور کہیں جنازوں تک کی بے حرمتی کی گئی۔ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان تکالیف کے باوجود جماعت احمدیہ خدائی وعدہ اور تقدیر خاص کے ماتحت بڑھتی گئی اور رات چوگنی ترقی کرتی گئی اور ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔

جنگ، زلزلے، وبائیں اور تقدیر خاص

یہ عجیب تصرف الٰہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کے بعد دنیا کے مختلف حصوں میں طوفان۔ زلزلے اور وبائیں آئیں۔ مگر احباب جماعت احمدیہ بفضلہ تعالےٰ غیر معمولی طور پر محفوظ رہے۔ جنگ عظیم اول و جنگ عظیم ثانی میں احمدی فوجوں میں بھرتی ہوئے۔ مختلف محاذوں پر گئے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل خاص سے احمدیوں کو ہر رنگ میں نہ صرف محفوظ رکھا۔ بلکہ دنیوی لحاظ سے غیر معمولی ترقی دی۔ اور دنیوی اموال کے ساتھ ساتھ خدمت دین کی بھی بیش بہا توفیق عطا فرمائی۔ مختلف ممالک میں اِن کو تبلیغ اسلام کے زریں مواقع حاصل ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کا سانحہ پیش آیا۔ مگر اس ابتلاء کے وقت بھی اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کی شاندار حفاظت فرمائی۔ اور احباب جماعت معدودے چند شاذ و نادر کے جانی و مالی نقصان کے بالکل اللہ تعالےٰ کی حفاظت خاص میں رہے۔ ۱۹۵۳ء میں مخالفین کی طرف سے پاکستان میں احمدیوں کی تباہ و برباد کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اپنی تائید خاص سے مخالفین کو اس میں شدید ناکامی دکھائی اور جماعت احمدیہ کو اپنی حفاظت میں رکھا۔ ادھر ہندوستان میں تقسیم کے بعد مختلف علاقوں اور جگہوں میں فرقہ وارانہ فسادات برپا ہوتے۔ اللہ تعالےٰ نے ہر مقام پر اپنی دین جماعت کے افراد کو غیر معمولی طور پر بچا دیا۔ دوسروں کی نسبت بہت کم جماعت کا مالی نقصان ہوا۔ جانی نقصان سے اللہ تعالےٰ نے خاص طور پر محفوظ رکھا۔ الا ماشاء اللہ۔

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

جماعت احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے اس غیر معمولی سلوک سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس جماعت کو نہ صرف قائم رکھنا چاہتا ہے۔ بلکہ غیر معمولی ترقی دینا چاہتا ہے۔ اور دے رہا ہے۔ اور آج اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس جماعت کی تعداد تقریباً ۲۰ لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ ہند و پاکستان کو چھوڑ کر اس جماعت کے ۳۰ غیر ممالک میں ۴۶ تبلیغی مشن قائم ہیں۔ اور ان مشنوں میں ۷۴ مبلغین کام کر رہے ہیں۔ ۱۴ مختلف زبانوں میں اخبارات و رسائل جاری ہیں۔ ۲۹۱ مساجد۔ ۵۰ درسگاہیں اور ۱۴ ہسپتال قائم ہیں۔ چھ غیر ملکی زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ اور آٹھ زبانوں میں تیار ہو چکا ہے جو انشاء اللہ حالات سازگار ہونے اور وسائل حاصل ہونے پر شائع ہو جائے گا۔ دنیوی لحاظ سے دوسرے فرقوں کے مقابل پر ہماری تعداد بہت ہی کم ہے ظاہری ساز و سامان بھی حاصل نہیں۔ مگر یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے۔ محض اللہ تعالےٰ کے فضل۔ اُس کی تائید و نصرت اور تقدیر خاص کے ماتحت ہو رہا ہے۔

اعتراف حقیقت

جماعت احمدیہ سے اللہ تعالےٰ کے اس غیر معمولی سلوک یا تقدیر خاص کے بارہ میں مخالفین احمدیت کے صرف دو اقرار و اعتراف درج ذیل کرتا ہوں:۔

(الف) جماعت اسلامی کے اخبار "المنبر" لائلپور کے مدیر رقمطراز ہیں:۔

"ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی ہے۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا۔ ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم و اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب دہلوی، مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی، مولانا قاضی سید سلیمان منصور پوری، مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری اور دوسرے اکابر رحمہم اللہ وغفر لہم کے بارہ میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے۔ اور ان کا اثر و رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں سے بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو ان کے ہم پایہ ہوں۔ اگرچہ یہ الفاظ سننے اور پڑھنے والوں کے لئے تکلیف دہ ہوں گے اور قادیانی اخبارات اور رسائل بھی چند دن اپنی تائید میں پیش کر کے خوش ہوتے رہیں گے لیکن ہم اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں۔ کہ ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھتے رہے۔ تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان میں نہ صرف پاؤں جمائے۔ بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ وہاں اُن کے کام کا یہ حال ہے۔ کہ ایک طرف روس اور امریکہ کے سرکاری سطح پر سائنسدان ربوہ آتے ہیں۔۔۔۔ اور دوسری جانب ۱۹۵۳ء کے عظیم تر ہنگامہ کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اُس کا ۵۷-۱۹۵۶ء کا بجٹ پچیس لاکھ (۲۵) روپیہ کا ہو۔

(اخبار المنبر ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء)

(ب) جماعت اسلامی کے آرگن "ترجمان القرآن" میں ایک سائل کے دل کی دھڑکن کو ان الفاظ میں سُنیئے

"میں اکثر اوقات اس پر غور کرتا ہوں۔ کہ کیا وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد کو اپنے۔۔۔ مشن میں اس قدر کامیابی حاصل ہوئی۔ مجھے مرزا صاحب کی کامیابیوں کا سلسلہ لامتناہی نظر آتا ہے۔ اور جس وقت مرزا صاحب کے مخالفین کی نامرادیوں پر غور کرتا ہوں وہ بھی بے حد و حساب نظر آتی ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ ایک شخص خدا اور اس کے رسول کے مقابلہ پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ ناشین رسول کو چیلنج کرتا ہے کہ تم سب مل کر بھی میرے مشن کو فیل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ خدا کی تائید میرے شامل ہے۔ تم جب بھی میرے مقابلہ پر آؤ گے ہر مرتبہ ذلیل و نامراد ہو گے۔ اور یہی میرے نبی ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایسا ہی ہوتا ہے مرزائیوں کی حفاظت کے سامان غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک تازہ مثال دیکھئے کہ جھیپر کے حادثہ میں نہ جانے کتنے مسلمان لقمۂ اجل ہو گئے۔ لیکن مرزا صاحب کا ایک ممتاز پیرو (چوہدری ظفر اللہ خان صاحب ناقل) کو خدا تعالےٰ نے بال بال بچا

(باقی صفحہ ۱۴)

صوبہ اتر پردیش کا تبلیغی و تربیتی دورہ

گونڈہ اور کانپور میں کامیاب تبلیغی جلسے!

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ دہلی

صوبہ اتر پردیش کا تبلیغی و تربیتی دورہ کرتے ہوئے خاکسار مورخہ ۲۱ر نومبر کو گونڈہ پہنچا۔ اسٹیشن پر محترم محمد اسمٰعیل صاحب پریذیڈنٹ۔ محترم بابو عبد الرزاق صاحب سیکرٹری مال اور مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب موجود تھے۔ ان احباب کے ہمراہ خاکسار بابو عبد الرزاق صاحب کے دولت کدہ پہنچا اور وہیں قیام پذیر ہوا۔

گونڈہ میں پبلک جلسہ مورخہ ۲۲ر نومبر ۱۹۶۳ء رات کو جماعت کی طرف سے ایک پبلک جلسے کا انتظام کیا گیا۔ یہ جلسہ محلہ چار رجنہاں میں جنتا ریڈیو کے مکان سے ملحق میدان میں منعقد کیا گیا۔ جلسہ کی صدارت ماتا پنا سنتری و دیا دویک جا چارج نیم سارن داس نے کی۔ سب سے پہلے محترم بابو عبد الرزاق صاحب نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کی۔ اور اس کا ہندی زبان میں ترجمہ کیا۔ ازاں بعد خاکسار نے موعود اقوام عالم کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے جملہ مذاہب کی بیان کردہ علامات کا تذکرہ کیا۔ جو قرآن مجید۔ گیتا۔ رامائن بھوشیہ پران۔ بائبل۔ جاماسپ نامہ۔ احادیث شریف میں بیان کی گئی ہیں۔ اور ان علامات کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود باجود کو پیش کیا۔ اور دہریت کے زمانہ کے لئے حضور نے جو تعلیم بیان فرمائی ہے اس کو پیش کیا۔ بالخصوص یکجہتی کے سلسلہ میں پیشوایان مذاہب کی تکریم و تعظیم کے لئے آپ کی پیغام صلح میں بیان کردہ تعلیم کا تذکرہ کرتے ہوئے ہندو مسلم اتحاد کے موضوع پر بھی کافی روشنی ڈالی۔

خاکسار کی تقریر کے بعد جو قریباً سوا گھنٹہ تک جاری رہی صاحب صدر نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کے پلیٹ فارم سے اس قسم کی تقاریر کو سراہا۔ اور بتایا کہ دراصل مولانا صاحب کی تقریر کے مطابق ہمیں روحانیت کی تلاش کی ضرورت ہے۔ جس پر مذاہب نے زور دیا ہے۔ آپ کے بعد آپ کی اہلیہ محترمہ نے بھی جو آپ کے ہمراہ آئی ہوئی تھیں اسی قسم کے خیالات کا اظہار فرمایا۔

جلسہ میں حاضرین کی کافی تعداد تھی اور صاحب صدر کی وجہ سے غیر مسلم احباب کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ جلسہ کی تیاری میں جماعت احمدیہ گونڈہ نے کافی محنت کی اور جلسے کا اعلان بذریعہ لاؤڈ سپیکر کرایا گیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

گونڈہ سے خاکسار مورخہ ۲۳ر نومبر کو فیض آباد پہنچ کر ڈاکٹر رفیع اللہ صاحب کے ہاں مقیم ہوا۔ وہاں سے ۲۵ر کو کانپور کے لئے روانہ ہوا۔ فیض آباد میں اجتماعی پروگرام نہیں ہو سکا۔ انفرادی ملاقاتیں ہوئیں۔ آئندہ انشاء اللہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ کسی موقع پر اجتماعی جلسے وغیرہ کا پروگرام بھی رکھا جائے گا۔ پروگرام کے مطابق مورخہ ۲۵ر نومبر کو فیض آباد سے کانپور پہنچا۔

مورخہ ۲۷ر نومبر جمعہ کے خطبہ میں خاکسار نے جماعت کو تبلیغ کرنے کی طرف توجہ دلائی اور یہ بھی بتایا کہ تبلیغ کے لئے اہم چیز اچھا نمونہ ہے۔ مختلف مثالوں سے خاکسار نے بتایا کہ گذشتہ زمانہ میں اسلام کی اشاعت عملی نمونہ سے ہوئی ہے۔ اور اب بھی اسی طرح ہو گی اس لئے ہمارا عملی نمونہ بہتر کیا ہونا چاہیئے۔

کانپور میں معراج النبی صلے اللہ علیہ وسلم پر کامیاب جلسہ ماہ اکتوبر ۱۹۶۳ء میں جماعت احمدیہ کانپور نے سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک پبلک جلسہ کیا تھا اور اسی وقت یہ بھی فیصلہ کیا گیا تھا کہ ماہ رجب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معراج کے سلسلہ میں پبلک جلسہ منعقد کیا جائے گا۔ چنانچہ مورخہ ۲۸ر نومبر ۱۹۶۳ء کو اس جلسے کا انعقاد ہوا۔

یہ جلسہ محترم صاحبزادہ خان صاحب قائم مقام صدر جماعت احمدیہ کانپور کی زیر صدارت مورخہ ۲۸ر نومبر بروز جمعرات بعد نماز عشاء روشن والے مکان کے وسیع صحن میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم مولوی محمد علی صاحب بنگالی نے کی۔ مکرم محمد تقی صاحب آف مونگھیر نے سلام پڑھا۔ مکرم انوار محمود صاحب آف راؤٹھ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں سنایا۔ اور رسالت مآب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقریر کی۔ مکرم عبد الغفار صاحب نابینا نے جو ایک غیر احمدی دوست ہیں نعتیہ کلام خوش الحانی سے سنایا۔ مکرم محمد علی صاحب بنگالی نے اس عنوان پر تقریر کی کہ میں احمدی کیسے ہوا اور اس بات کی بالخصوص تردید کی کہ احمدی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم نہیں کرتے۔ آپ کی یہ تقریر بنگلہ زبان میں تھی جس کا اردو میں ترجمہ مکرم محمد احمد صاحب سرینجہ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کانپور نے سنایا۔ ازاں بعد مکرم وحید الحسن صاحب نمبردار کانپوری ثم راؤٹھی نے شان رسول میں اپنے تازہ قطعات سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ اور قطعات سنانے کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان فرمائے۔ ان کے بعد خاکسار نے مسئلہ معراج پر ایک مفصل تقریر کی جو قریباً سوا گھنٹہ تک جاری رہی۔ خاکسار نے واقعہ معراج کے روحانی ہونے کے بارہ میں سیر کن بحث کی۔ قرآن مجید اور احادیث شریف سے اس سلسلہ میں دلائل پیش کئے۔ کشف کی حقیقت بیان کرتے ہوئے اس بارہ میں متعدد واقعات بیان کئے۔ اور معراج میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے متعلق جو خبریں بتائی گئی تھیں۔ ان کی تفصیل بیان کی۔ ازاں بعد سیکرٹری صاحب جماعت احمدیہ کانپور مکرم محمد احمد صاحب نے صاحب صدر۔ حاضرین کرام۔ مقررین حضرات نیز مکانات بالا۔ نیز ان احباب کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے کسی نہ کسی رنگ میں تعاون فرمایا۔ اس کے بعد صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوت اور فیضان کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ جملہ انبیاء کے فیضان آج بند ہو چکے ہیں مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فیضان جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔

بالآخر خاکسار نے دعا کرائی اور یہ جلسہ بخیر و خوبی رات کے بارہ بجے ختم ہوا۔

اس جلسہ کو کامیاب کرنے کے لئے احباب جماعت احمدیہ کانپور مبارکباد کے مستحق ہیں۔ بالخصوص مکرم محمد احمد صاحب سرینجہ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کانپور کی مساعی قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے رات دن کوشش کر کے جلسہ کے جملہ انتظامات کو مکمل کیا۔ ناسپاسی ہو گی اگر میں اس موقع پر محمد احمد صاحب کے ایک غیر احمدی دوست محترم عبد الصمد صاحب صدیقی کا ذکر نہ کروں جنہوں نے ہر مرحلہ پر تعاون کا ہاتھ بڑھایا۔ اور شہر کی اس فضاء کے باوجود جو یہاں کے مسلمان بھائیوں کے عیدگاہ کے مسئلہ امامت کی بناء پر مکدر سی ہو چکی تھی۔ صدیقی صاحب کے تعاون سے ہمیں اس جلسے کا اعلان لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ کرنے کی اجازت خصوصی ملی اور پھر جلسہ کے موقعہ پر بھی لاؤڈ سپیکر استعمال کرنے کی حکام بالا نے نہ صرف اجازت دی بلکہ تنظیم کی بحالی کے لئے جلسہ کے موقع پر پولیس بھی متعین کی۔ میں جماعت احمدیہ کانپور کی طرف سے صدیقی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جماعت احمدیہ کانپور کے خدام نے بھی جلسہ کی کامیابی کے لئے کافی محنت سے کام لیا۔ اور سارے شہر میں لاؤڈ سپیکر پر اعلان کرنے کے لئے خدام میں سے عزیزم محمد مجید صاحب سرینجہ و سعید احمد صاحب اکبر پوری نے صبح دس بجے سے شام ۷ بجے تک اپنا قیمتی وقت دیا۔ شہر کو جھنڈیوں سے مزین کرنے میں بھی خدام نے کافی کام کیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

اس جلسے میں مردوں کے علاوہ مستورات نے بھی شرکت کی۔ جن کی نشست کا انتظام مکرم محمد احمد صاحب سرینجہ کے مکان پر تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ یہ جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک حمداً کثیراً۔

کانپور کی جماعت کے علاوہ راؤٹھ۔ موضع کمرپا۔ سمیر پور ضلع فتح پور اور فتح پور سے بھی احباب جماعت وغیرہ جماعت نے شرکت کر کے جلسہ کو کامیاب بنایا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مورخہ ۲۹ر نومبر کی صبح کو خاکسار لکھنؤ ہی کے لئے روانہ ہوا۔ اور دوپہر کے وقت لکھنؤ ہی پہنچ گیا۔ لکھنؤ میں مختصر سی جماعت ہے۔ مکرم مرزا محمد زماں خان صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نے احمدی و غیر احمدی احباب کو خاکسار کے پروگرام سے اطلاع دے رکھی تھی۔ چنانچہ مغرب کی نماز کے بعد احباب جمع ہو گئے۔ اور ایک تبلیغی نشست قائم ہوئی۔ جس میں ماسٹر عبد الشکور صاحب نے اپنی ایک نظم سنائی اور خاکسار نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلہ میں بعض اہم واقعات کا تذکرہ کیا۔ اور ان غیر احمدی احباب کو جو یہ کہتے ہیں کہ ہم تو علم نہیں جانتے ہم کیسے سمجھیں کہ آپ کی باتیں درست ہیں توجہ دلائی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے سلسلہ میں خدا کی طرف رجوع کریں اور دعا کریں۔ دعاؤں کے نتیجہ میں بذریعہ رؤیا۔ خواب و کشوف حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والے متعدد احباب کا خاکسار نے تذکرہ کیا۔ یہ تبلیغی و روحانی مجلس کافی دیر تک جاری رہی۔ رات لکھنؤ ہی میں گذارنے کے بعد اگلے روز مورخہ ۳۰ر نومبر کو دوپہر کے وقت بنارس پہنچا۔

بنارس اور سارناتھ میں خاکسار کی آمد بنارس سے سات میل کی دوری پر سارناتھ مقام ہے۔ جہاں مہاتما بدھ نے اپنا پہلا پیغام پیش کیا تھا اور یہ مقام بدھوں کا نہایت ہی متبرک اور مقدس مقام ہے۔ اتفاق سے ان دنوں مختلف ممالک کے بدھ …

کو یہاں اجتماع تھا۔ اور صدر ہندوستان جناب رادھا کرشنن صاحب نے اس کا افتتاح فرمایا تھا۔ مکرم عبد السمیع خان صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پیرس کے مشورہ سے یہ طے پایا کہ سارناتھ جا کر اس موقع سے فائدہ اٹھایا جائے۔ چنانچہ ہم دونوں سارناتھ پہنچے۔ اس وقت روزانہ مذہب کی طرف سے مختلف ممالک سے آمدہ نمائندگان کو Reception پیش کیا جا رہا تھا۔ اس میں شرکت کی۔ بعض احباب سے ملاقاتیں کیں۔ احمدیت کا پیغام پیش کیا۔ افسوس کو اس اجتماع کے بارہ میں پہلے ۔۔۔ اطلاع نہ ملی۔ ورنہ ضرورت تھی کہ ہم ممالک سے آمدہ مختلف نمائندگان کو جماعت احمدیہ کا لٹریچر اور قرآن مجید پیش کیا جاتا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ پیرس کو بھی ۔۔۔ کا افسوس رہا۔ احباب جماعت احمدیہ یو۔پی کو چاہیئے کہ جب بھی اس قسم کا کوئی موقع ہو تو مرکز کو اطلاع دے کر لٹریچر کا انتظام کر لیا کریں۔ اور جہاں تک ممکن ہو احمدیت کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کی پوری پوری کوشش کریں۔ اتر پردیش کے اس دورے سے مجھ پر یہ اثر ہے کہ جماعتوں میں تبلیغی بیداری نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ ایک تبلیغی جماعت ہے اور ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ جماعت کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے دن رات ایک کریں۔ اسی عدم بیداری کا نتیجہ ہے کہ یو۔پی کی جماعتیں کافی سست ہیں اور ان جماعتوں کی رفتار بہت ہی کم ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

پروگرام کے مطابق خاکسار بنارس سے کانپور روانہ ہوا اور کانپور قیام کے بعد انشاء اللہ اس دورہ کو ختم کر کے دہلی واپس ہوں گا۔

ناظرین کرام سے استدعا ہے کہ اس دورہ کے بہترین نتائج کے برآمد ہونے کے لئے دعا فرماویں۔

خاکسار

بشیر احمد انچارج مبلغ صوبہ اتر پردیش

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

(مینیجر بدر)

معراجِ نبوی کی حقیقت

معراج خاتمیت محمدیہ کی تمثیلی تعبیر ہے!

از محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل جالندھری ربوہ

سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیاتنا انہ ھو السمیع البصیر۔ کہ پاک ہے وہ اللہ جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے ماحول کو ہم نے برکت دی ہے تا ہم اپنے اس بندے کو اپنے نشانات دکھائیں۔ اللہ تعالےٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے!

اس آیت کو آیت اسراء یا آیت معراج قرار دیا گیا ہے ظاہر ہے کہ اس آیت میں آسمانوں پر جانے کا ذکر موجود نہیں ہے اس آیت میں تو اسراء یا سفر شب کا آغاز مسجد حرام سے مذکور ہے اور اس کی انتہاء یا انجام مسجد اقصیٰ پر ہو جاتا ہے اس کی رو سے آسمانوں پر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس مشکل کے حل کے لئے کہا گیا ہے کہ قرآن مجید سے تو اسراء مسجد اقصیٰ تک ہی ثابت ہے مگر احادیث سے آسمانوں پر جانے کا بھی پتہ لگتا ہے۔ اس لئے مسجد اقصیٰ کے بعد آسمانوں پر جانے کو بھی تسلیم کرنا چاہیئے۔

مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ سورہ بنی اسرائیل کی آیت وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس (رکوع ۶) میں اسراء یا معراج کا ہی ذکر ہے۔ اس آیت نے اسراء کو رؤیا قرار دیا ہے اور اسے لوگوں کیلئے آزمائش ٹھہرایا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ رؤیا کس طرح لوگوں کے ابتلاء کا ذریعہ ہے؟ یہ تو رات کا ایک واقعہ ہے۔ لوگوں کے سامنے کی بات نہیں۔ یہ بھی مد نظر رہنا چاہیئے کہ اس حادثہ کے ظہور سے قبل لوگوں کو اشتباہ کر دیا گیا تھا اور وہ اس کی طرف متوجہ تھے۔ پھر یہ بھی قابل غور بات ہے کہ اس رؤیا میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک لے جانے میں کیا حکمت تھی؟

اس آزمائش اور حکمت کے مسئلہ کو حل کرنے سے پہلے یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ یہ اسراء یا معراج کس کیفیت میں ہوا ہے؟ آیا اسی مادی جسم کے ساتھ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک پہنچایا گیا اور پھر وہاں سے آسمانوں کی سیر کرائی گئی یا یہ سب ماجرا کسی غیر مادی وجود کے ساتھ ہوا تھا۔ بعض لوگوں کا رجحان اس طرف ہے کہ چونکہ لیل و رات کا لفظ موجود ہے اور رؤیا کا لفظ بھی وارد ہوا ہے اس لئے اسے خواب کا واقعہ قرار دیا جائے مگر بڑی کثرت اسے بیداری کا واقعہ سمجھتی ہے اس مسئلہ میں عہد صحابہ سے اختلاف چلا آیا ہے ایک گروہ اسے خاکی مادی جسم کی سیر قرار دیتا ہے اور دوسرا گروہ اسے خواب کا ایک واقعہ بتاتا ہے محققین اور اہل روحانیت کی جماعت کا مذہب یہ رہا ہے کہ یہ واقعہ تو بیداری کا ہے مگر روحانی رنگ میں چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسرے بعض بزرگوں کا اس بارے میں یہی مذہب تھا۔ الّٰھما کان الاسراء بروحہ ولم یفقد بدنہ وکذا اسراء روح کے ساتھ ہوا تھا آپ کا جسم فراش سے اوجھل نہ ہوا تھا۔ حضرت امام ابن القیم نے تحریر کیا ہے۔ ان بزرگوں کی یہ مراد ہرگز نہیں کہ معراج و اسراء محض ایک خواب تھا۔ بلکہ ان کا مدعا یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی روح سے سچ مچ یہ واقعات پیش آئے تھے کوئی خیالی بات نہ تھی۔ تفصیل کے لئے زاد المعاد جلد اول صفحہ ۳۰۲ سطر ۵ مطبع نظامی کانپور ملاحظہ فرمایا جائے۔

شیخ الازہر علامہ محمود شلتوت مفتی الدیار المصریہ نے بحث شرح حدیث میں اسی جماعت کی تائید کی ہے ہو کہتے ہیں کہ واقعہ "کان روحیاً لا جسمانیاً" تھا یعنی روح کے ساتھ ہوا ہے جسمانی طور پر نہیں ہوا۔ (دیکھو کتاب الفتاوی مطبوعہ مطبعۃ الازہر صفحہ ۵۲)

بخاری شریف میں سارے واقعہ اور آسمانوں کی سیر کے بعد مرقوم ہے فاستیقظ وھو فی المسجد الحرام (بخاری باب کلم اللہ موسیٰ تکلیماً جلد ۴) کہ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جاگ پڑے اور آپ مسجد الحرام میں تھے۔ معلوم ہوا کہ معراج مادی جسم کے ساتھ نہیں۔ آیات و احادیث کی تطبیق کو مد نظر رکھتے ہوئے اس بارے میں حقیقت وہی ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہیئے ایسے کشف کی حالت میں انسان ایک نوری جسم کے ساتھ حسب استعداد نفس ناطقہ اپنے کے آسمان کی سیر کر سکتا ہے پس چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس ناطقہ کی اعلیٰ درجہ کی استعداد تھی اور انتہائی نقطہ تک پہنچی ہوئی تھی اس لئے وہ اپنی معراجی سیر میں معمورۂ عالم کے انتہائی نقطہ تک جو عرش عظیم سے تعبیر کیا جاتا ہے پہنچ گئے سو درحقیقت یہ سیر کشفی تھا مگر بیداری سے اشد درجہ پر مشابہ ہے بلکہ ایک قسم کی بیداری ہی ہے میں اس کا نام خواب ہرگز نہیں رکھتا نہ کشف کے ادنیٰ درجوں میں سے اس کو سمجھتا ہوں بلکہ یہ کشف کا بزرگ ترین مقام ہے جو درحقیقت بیداری سے یہ حالت زیادہ اصفیٰ اور اجلیٰ ہوتی ہے۔ اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے"۔

(ازالہ اوہام طبع پنجم صفحہ ۲۲ حاشیہ)

پس ثابت ہوا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج عالم بیداری میں نوری جسم کے ساتھ ہوا تھا۔ عام آدمی کیلئے اس امر کا سمجھنا ذرا مشکل ہے مگر تجربہ روحانی کے شناور اس بارے میں مزید معلومات دے سکتے ہیں۔ اسی نوری جسم کے ساتھ بیداری میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک سیر کی۔ اور پھر آپ کو اسی نورانی وجود کے ساتھ آسمانوں پر لے گئی۔ اور انبیاء سے ملاقات ہوئی بارگاہ رب العزت میں خاص بار یابی حاصل ہوئی۔

آیئے اب دیکھیں کہ اسراء کرنے میں کیا حکمت تھی؟ یاد رہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے نبی تو نبی ہوتے تھے وہ اپنی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے مگر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت عالمگیر تھی آپ سارے نسل انسانی کے لئے رسول تھے حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے پے در پے نبی آتے رہے تھے۔ اسرائیلی انبیاء کا قبلہ بیت المقدس یا مسجد الاقصیٰ تھی۔ اور حضرت اسمٰعیل اور ان کی نسل کا قبلہ کعبۃ اللہ یعنی المسجد الحرام تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے جامع القبلتین رسول بنا کر بھیجا اسلئے آپ کو المسجد الحرام سے المسجد الاقصیٰ تک کی سیر کرائی گئی۔ اور سب نبیوں نے عالم مثال میں آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی گویا آپ کی رسالت کے عالمگیر ہونے کا عملی اقرار کیا۔

آسمانوں پر جانے میں یہ راز تھا تا آپ کی علو مرتبت اور شان بلند کا عملی اظہار ہو۔ آسمانوں پر مختلف درجات کے لحاظ سے انبیاء کے مقامات ہیں۔ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم یکے بعد دیگرے تمام انبیاء کے پاس سے عروج فرماتے گئے اور ایک کے بعد دوسرے آسمان پر پرواز کرتے گئے۔ گویا آپ نے سب نبیوں کے مقامات حاصل کر لئے اور ان سے بلند تر ہو گئے۔ آپ نے سب بلندیوں کو عبور کر لیا اور ان سب سے اوپر چلے گئے یہی معراج ہے اور یہی خاتمیت محمدیہ ہے۔ گویا معراج تمثیلی طور پر خاتمیت محمدیہ کا اعلان ہے۔

ظاہر ہے کہ معراج کی یہ صورت کفار کیلئے بھی ناگوار تھی۔ یہود اور نصاریٰ کو یہ بھی شاق تھی۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور نبوت کو ماننے کیلئے تیار نہ تھے۔ اور یہاں پر اللہ تعالےٰ آپ کو سب نبیوں سے افضل برتر اور بلند تر قرار دے رہا ہے اور آپ کی خاتمیت کا عملی نقشہ دکھا رہا ہے۔ اس لئے یہ رؤیا سب منکرین کیلئے آزمائش اور فتنہ تھی۔ وہ اسے ماننے کیلئے تیار نہ تھے مگر یہ ایک حقیقت تھی۔ اس میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی فضیلت کا اعلان مسجد اقصیٰ زمانی کے لحاظ سے اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا بھی اعلان تھا جو آج بہت سے مسلمانوں کیلئے بھی ٹھوکر کا موجب بن رہی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ معراج ایک حقیقت ہے، ایک مندرجہ تعبیر ہے۔ اور اس کے اثرات اور بابرکت نتائج رہتی دنیا تک جاری رہیں گے۔

معراج کا نمایاں اور واضح نتیجہ ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ شریعت دی گئی جو سب شریعتوں سے بالا و بلند ہے۔ اور ہمیشہ کیلئے محفوظ ہے پھر آپ کو وہ امت دی گئی ہے جسے اللہ تعالےٰ نے

کیتھولک عیسائیوں کی ۳۸ ویں یوکرسٹک کانگریس کے موقعہ پر

جماعت احمدیہ کی تبلیغی جدوجہد

دس لاکھ افراد کو تبلیغ اسلام۔ ایک لاکھ سے زیادہ کتابوں کی اشاعت

پاپائے اعظم کو قبولِ اسلام کی دعوت

انگریزی۔ اردو۔ مرہٹی اور گجراتی اخباروں میں تبلیغی مہم کا غلغلہ

عیسائیوں کے کیمپ میں بوکھلاہٹ

عروس البلاد بمبئی کے اول میدان (OVAL) میں ۲۸ نومبر سے ۶ دسمبر تک کیتھولک عیسائیوں کا وہ عظیم بین الاقوامی اجتماع ہوا۔ جس کا بہت دنوں سے شہر کے عوام و خواص کو انتظار تھا۔ چرچ گیٹ ریلوے اسٹیشن کے سامنے ساحل سمندر سے قریب۔ خوبصورت عمارتوں کی قطار کے ساتھ ساتھ ایک وسیع و عریض میدان ہے۔ جس کو "اول گراؤنڈ" کہتے ہیں اس میں ایک لاکھ سے زیادہ آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔ "یوکرسٹک کانگریس" کے منتظمین کی طرف سے یہی جگہ اس بین الاقوامی اجتماع کے لئے منتخب کی گئی۔ دو ماہ قبل اس میدان کی سجاوٹ شروع ہو گئی۔ اس کے درمیان ایک چبوترہ بنایا گیا۔ جسے دیکھ کر شاہی دربار وں کی شان و شوکت یاد آجاتی تھی یہ پنڈال ساٹھ فٹ بلند تھا۔ اس کے اوپر تین سنہری ستون بنائے گئے تھے ان ستونوں کے درمیان جناب مسیح کا ایک قدآدم بت صلیبی حالت میں لٹک رہا تھا۔ اس کے داہنی طرف ٹیلیویژن کے لئے ایک بڑا سا کمرہ بنایا گیا تھا جو بلندی میں پنڈال کے برابر تھا۔ اس کے اگلے حصے میں ایک ہزار کینڈل پاور کے چالیس ہیڈلائٹ روشن رہتے تھے۔ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ پاور کے اور دو لائٹ روشن کر دیئے جاتے تھے۔ یہاں سے ۱۸ میل دور شانتا کروز ہوائی اڈہ پر دو ہوائی جہاز ٹیلیویژن کے آلات سے لیس کھڑے تھے۔ اس کیمرے کی مدد سے کانگریس کی تمام ضروری کارروائیوں کا فوٹو ان ہوائی جہازوں کی طرف منتقل کیا جاتا تھا۔ اور پھر "ویٹیکن سٹی" روم اور یورپ کے دوسرے ممالک میں ٹیلیویژن سٹ پر یہ کارروائی دکھائی جاتی تھی۔

اس چبوترے کی بائیں جانب اتنا ہموار تھا اور ایک پنڈال بنایا گیا تھا جو غیر ملکی بشپ۔ آرچ بشپ اور کارڈینل کے لئے مخصوص تھا۔ اس جلسے چبوترے میدان میں روشنی کا انتظام ایسے طریقے سے کیا گیا تھا۔ اس سے پہلے اس شہر نے کبھی ایسا انتظام نہیں دیکھا تھا۔ میدان کے کنارے کنارے ایک سو ساٹھ کھمبے نصب کئے گئے۔ ہر کھمبے کی بلندی ۸۰ فٹ تھی۔ ہر کھمبے پر ہزار ہزار پاور کے دس ہیڈلائٹ فٹ تھے۔ میدان کا صحن کھمبوں اور کھونٹوں سے بالکل پاک و صاف تھا۔ صرف پنڈال کے پاس اس قسم کی روشنی کے اور چار ستون تھے۔ مگر ان کی اونچائی ۸۰ فٹ سے زیادہ نہیں تھی۔ روشنی کا سارا انتظام حکومت ہالینڈ کی طرف سے کیا گیا تھا۔

اس پنڈال کے دونوں طرف جو میدان تھا اس میں کرسیاں بچھائی گئی تھی۔ ایک طرف ایک ہزار سے زیادہ کرسیاں صرف پادریوں کے لئے مخصوص تھیں۔ سارا میدان لوہے کی موٹی جالیوں سے گھیر دیا گیا تھا۔ داخلہ کے لئے ۲۸ گیٹ بنائے گئے تھے جو دیکھنے میں اونٹ کے جسم سے مشابہ تھے۔ اور ان میں سے ایک گیٹ صرف پاپائے اعظم اور ان کے مقربین کے لئے مخصوص تھا۔

بمبئی کی پولیس تو یوں بھی نظم و نسق برقرار رکھنے میں مشہور ہے۔ لیکن اس موقعہ پر پولیس نے جس اعلیٰ انتظامی صلاحیت کا مظاہرہ کیا۔ اسے دیکھ کر بے ساختہ زبان سے آفرین آفرین نکلتی تھی۔ "اول میدان" کے چاروں طرف سو سو گز کی زمین ممنوعہ زمین قرار دے دی گئی تھی جس کے اندر کسی کو ٹکٹ کے بغیر داخلہ کی اجازت نہیں تھی ٹریفک کے لئے راستے متعین کر دیئے گئے تھے۔ ہر طرف پولیس راہ گیروں کو لاؤڈسپیکروں سے ضروری ہدایات دیتی رہتی تھی۔ جا بجا ایمبولینس کی وین بھی کھڑی تھی۔ اور فائر بریگیڈ کے جوان بھی اپنی گاڑیوں پر مستعد بیٹھے تھے

اس کانگریس میں شرکت کے لئے پاپائے اعظم کے نائب گریگوری پیٹر کارڈینل اگاگیانین (Agaganian) ۲۷ نومبر کو ہی بمبئی پہنچ گئے تھے۔ ۲۸ نومبر کو جب اس کانگریس کا آغاز ہوا۔ یہ شروع سے آخیر تک جلسہ گاہ میں موجود تھا۔ اور تمام کارروائیاں تعجب اور حسرت کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

۲۸ نومبر کو شام کے ۵ بجے کارڈینل اگاگیانین اور کارڈینل گریشیش سے اتر کر میدان میں آئے تو فوراً چار خدام نے ان کے سر پر ایک زربفت چادر کا سایہ کر دیا۔ وہ نہایت شاہانہ وقار و تمکنت سے آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے پنڈال کی طرف چلے۔ جب پنڈال پر پہنچے تو عجیب و غریب [illegible] ان کو سلامی دی گئی۔ اور [illegible] کی مدح میں ایک گانا گایا گیا۔ وہ اس طرح پہنچ کر اس تخت نشین کے پاس [illegible] بیٹھنے تک رُعب سے [illegible] پادشاہ بجا فخر کر سکتا تھا۔ [illegible] تسلیمات کے [illegible] ہجوم میں اس کو [illegible]

بمبئی میں عیسائیوں کی بین الاقوامی کانفرنس

کے موقعہ پر

جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی

عیسائیوں کی طرف سے امسال بمبئی میں مورخہ ۲۸/۱۱/۶۴ تا ۶/۱۲/۶۴ ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس میں کئی یورپین عیسائی حکومتوں نے کانفرنس کے انتظامات میں حصہ لیا مگر اس کانفرنس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ عیسائیت کی سینکڑوں سال کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ پوپ بنفس نفیس اس نوع کی کانفرنس میں شریک ہوئے اور مختلف مواقع پر پبلک کے سامنے آئے اور خطاب کیا۔

اس کانفرنس کے انعقاد کی خبریں کئی ماہ سے ملک کے ہر حصہ کے اخبارات میں شائع ہو رہی تھیں۔ چنانچہ اس اجتماع کی اہمیت کے پیش نظر نظارت دعوۃ و تبلیغ نے صدر انجمن احمدیہ سے اس کی کمزور مالی حالت کے پیش نظر صرف پانچ ہزار روپیہ بطور قرض اپنے اشاعت لٹریچر کے بجٹ کے علاوہ حاصل کیا اور فوری طور پر اس کانفرنس کے مناسب حال لٹریچر کی طباعت و اشاعت شروع کر دی گئی اور جو لٹریچر طبع ہو کر تیار ہوتا رہا ساتھ کے ساتھ بمبئی بھجوایا جاتا رہا۔

نظارت دعوت و تبلیغ کے بجٹ کے علاوہ اشاعت لٹریچر کے لئے محترم میاں محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ نے بغیر کسی تحریک کے از خود تین ہزار روپیہ ارسال فرمایا اور نظارت کی طرف سے بذریعہ اعلان کے بعد دوسرے محترم میاں محمد عمر و محمد بشیر صاحبان سہگل کلکتہ نے دو ہزار روپیہ عطا فرمایا۔ لٹریچر کی بروقت اشاعت میں نظارت ہذا کے جملہ کارکنان بالخصوص مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب واقف زندگی کی شبانہ روز کوششوں کا دخل ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

نظارت ہذا کی طرف سے مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی کی اعانت کے لئے اپنے بعض کو بمبئی بھجوایا گیا اور دو جماعتوں یعنی جماعت حیدرآباد و سکندرآباد و جماعت یادگیر کے امرا صاحبان سے درخواست کی گئی کہ اس موقعہ پر وہ اپنے والنٹیر بھجوائیں چنانچہ انہوں نے اس میں تعاون کرتے ہوئے والنٹیر بھجوائے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب کی اس موقعہ کے متعلق مرتبہ رپورٹ احباب کی اطلاع کے لئے شائع کی جا رہی ہے میں تمام حبیب جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس امر کے لئے خاص طور پر دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کوششوں میں اپنے فضل سے غیر معمولی برکت عطا فرمائے اور بعض سعید روحوں کو دین حق قبول کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

جھک گئے۔ اس وقت بار بار میری نظر جناب مسیح کے اس پتلے کی طرف اٹھتی تھی جو دو کھمبوں کے درمیان صلیبی حالت میں لٹک رہا تھا۔ یہ ترک و احتشام جائز سہی مگر اس جہاں ہر شخص رنگ برنگ کے پوشاک میں ملبوس ہے۔ اور جاہ و عزت کی کرسی پر بیٹھا ہے۔ جناب مسیح کے پتلے کو اس برہنگی و مظلومی کی حالت میں لٹکانا کہاں تک ایمانی غیرت کے مطابق تھا؟

اس کے بعد وہاں چند تقریریں ہوئیں نائب صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر ذاکر حسین اور کارڈینل اگاگیانین نے بھی تقریریں کیں۔ مگر ان تمام تقریروں میں مذہب سے زیادہ سیاست کی چاشنی تھی۔ پھر پوپ کی عبادت شروع ہوئی۔ کبھی سرو قد کھڑے ہونا اور کبھی زمین پر گھٹنے ٹیکنا۔ پھر عشاء ربانی کی تقریب عمل میں آئی۔ جس میں پادری شراب کا پیالہ پیتا ہے۔ اور عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اس وقت جناب مسیح کا گوشت و پوست اور خون اس شراب کے پیالے میں آجاتا ہے اور یہ نہایت بے تکلفی سے مسیحوں کے سامنے ان کا گوشت کھاتے اور خون پیتے ہیں۔ میں اس کے بعد اور تین دن اس جلسہ گاہ میں آیا۔ اور ہر بار ان کو یہ عبادت کرتے دیکھا۔

۲ر دسمبر کو پاپائے اعظم ایئر انڈیا کے "بوئنگ" سے سانتا کروز کے ہوائی اڈے پر پہنچ گئے۔ میں اس دن بھی جلسہ گاہ آیا۔ مگر اس دن تو وہ صرف پانچ منٹ وہاں ٹھہرے اور تین منٹ اور چند جملے کہہ کر رخصت ہو گئے۔ اس کے بعد بھی ان کا پروگرام کچھ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے زیادہ وقت سوشل اور کلچرل پروگراموں میں گزارا۔

پاپائے اعظم کا حکومت ہند، حکومت مہاراشٹر اور بمبئی کے شہریوں نے جیسا شاندار استقبال کیا۔ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس دن آدمیوں کے ہجوم سے ہوائی اڈے سے تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی۔ ۱۰ میل کا راستہ رنگ برنگ کی جھنڈیوں اور گیٹوں سے آراستہ تھا۔ لوگ ہر جگہ تو دیواروں رو رویہ کھڑے تھے۔ وہ اس شان سے اس عظیم شہر میں داخل ہوئے۔ ہم ہندوستانی ہندو اور مسلمان جو ہمیشہ مذہبی راہنماؤں کو سادہ مزاج۔ اور عوام سے قریب تر دیکھنے کے عادی ہیں ایک مذہبی پیشوا کا یہ کروفر اور عوام سے دور دور رہنے کی خواہش دیکھ کر متعجب ہوا۔ شہر کی تمام مذہبی سوسائٹیوں نے خواہش کی تھی کہ پاپائے اعظم کچھ دیر ہم لوگوں کے درمیان بھی گزاریں گے۔ اور ہم لوگوں سے کھل مل کر باتیں کریں گے۔ مگر افسوس کہ ان کی یہ خواہش پوری نہیں ہوئی۔ سوشل پروگراموں کے ماتحت وہ چند ہسپتال ضرور دیکھنے گئے۔ مگر اس شان سے کہ کسی شہنشاہ و سلطنت اعظم کی سواری آرہی ہے۔ اور اس کے بعد عوام کیلئے اس کے سوا کسی خبر میں دلچسپی نہ رہی کہ پاپائے اعظم کب

دے انڈیا گئے تو وہاں سمندر کو برکت کی دعا دے دی۔ جس پہاڑی کی طرف سے گزرے تو اسے بھی برکت کی دعا کر دی۔ یا پھر کلچرل پروگرام دیکھنے گئے۔ درگاہی کے ڈھول اور کسی کے ناچ کی تعریف کر دی۔ وہ مذہبی جماعتیں جو ایک مستقل وجود رکھتی ہیں ان میں سے کسی کو ملاقات کا وقت نہیں دیا گیا۔ حالانکہ وہ اس ملک میں رواداری اور عالمی ہم آہنگی کا درس دیتے ہوئے تشریف لائے تھے۔

وہ جماعتیں جو پاپائے اعظم سے ملاقات کی خواہشمند تھیں ان میں سرفہرست جماعت احمدیہ کا نام آتا ہے۔ ہم نے اس کے لئے کانگریس کے چیئرمین کو درخواست پہ درخواست دی۔ کارڈینل گریشیش کے سیکرٹری نے مل کر اس خواہش کا اظہار کیا۔ مگر ہماری یہ خواہش حقارت سے ٹھکرا دی گئی جماعت احمدیہ کس ذوق و شوق سے پاپائے اعظم کو خوش آمدید کہنا چاہتی تھی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ خاص ان کو خوش آمدید کہنے کے لئے جماعت احمدیہ کے واجب الاحترام بزرگ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ نے ایک سپاسنامہ نہایت دیدہ زیب رنگ میں طبع کرایا۔ پھر اس کی گیارہ ہزار کاپیاں دوسرے اعلیٰ کاغذ پر بھی طبع کرائیں خیال تھا کہ جب ان سے ملاقات ہوگی تو خود حضرت صاحبزادہ صاحب یہ سپاسنامہ پیش فرمائیں گے۔ اس ملاقات کے لئے میں نے بہت کوشش کی۔ بلکہ ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

کانگریس کے منتظمین کی اس سرد مہری کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاپائے اعظم سے ملاقات کے لئے کسی مذہبی تنظیم کا کوئی نمائندہ نہیں گیا۔ شاید کانگریس کے منتظمین نے یہ سوچا تھا کہ اس ملاقات کے لئے مذہبی جماعتوں کے نمائندے اسی طرح دھوپ اور گرمی میں قطار لگا کر کھڑے رہیں گے جیسے ویٹیکن سٹی کے دور عروج میں ایک جرمن شہنشاہ اذنِ باریابی کے لئے برف کی سلوں پر گھنٹوں کھڑا رہا تھا۔ انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ پاپائے اعظم کے اس بیان سے تمام ہندوستانیوں کے دل زخمی ہو گئے ہیں۔ جو انہوں نے ویٹیکن سٹی چھوڑنے سے چند گھنٹے پہلے دیا تھا اور جس میں یہ کہا تھا کہ ہندوستان کے رہنے والے گمراہ و فریب خوردہ ہیں مگر ہمیں ان کے ساتھ رواداری سے پیش آنا چاہیئے۔ اس پیغام میں پورے ملک کی تحقیر تھی۔ اس لئے کسی مذہبی جماعت نے ان کی ملاقات کے لئے اب جوش و خروش نہیں دکھایا۔ کانگریس کے منتظمین نے یہ صورت حال دیکھ کر ذرا دیندار پارٹی کے ایک آدمی کو مسلم رہنما کا خطاب دے کر ملا دیا۔ اور "انڈین ایکسپریس" کے رپورٹر نے من گھڑت طمطراق سے یہ خبر شائع کر دی۔ وہ یہ کہ جماعت احمدیہ کے نمائندے نے بھی کل پاپائے اعظم (Islam

اسلام X need of Hour وقت کی پکار) کا تحفہ پیش کیا۔ لیکن یہ بالکل بے بنیاد خبر تھی اس لئے ہم نے فوراً اس کی تردید کر دی۔

منتظمین کانگریس کی سرد مہری کا دوسروں پر کیا اثر ہوا۔ میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن جماعت احمدیہ نے جب یہ دیکھا کہ پاپائے اعظم سے ملاقات کا وقت نہیں دیا گیا۔ بلکہ وہ جگہیں جہاں جہاں ٹھہرائے گئے ہیں وہاں جانے کی بھی اجازت نہیں دی جاتی تو اس جماعت نے پیغام اسلام پہنچانے کا اب دوسرا انداز اختیار کیا۔ ہم نے اپنے خدام کی چن چن کر ایسی گزرگاہوں پر ڈیوٹی لگائی۔ جہاں سے ملکی و غیر ملکی مہمان بکثرت گزرتے تھے جو مندوبین بحری جہازوں میں مقیم تھے ان کے لئے بندرگاہ کے ان گیٹوں پر ڈیوٹی لگائی گئی جو ان کے آنے جانے کا راستہ تھا۔ اسی طرح بڑے بڑے ہوٹلوں کے لفٹ یا گیٹ پر خدام متعین کر دیئے گئے۔ اکثر چرچوں اور ہوسٹلوں کے سامنے بھی خدام موجود ہوتے تھے۔ "اوول میدان" کے چاروں طرف جہاں بے شمار خلقت جمع ہوتی تھی وہاں بھی اپنے خدام ہر وقت موجود رہتے تھے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شاید ہی کوئی ملکی یا غیر ملکی مندوب ہوگا جس کے ہاتھ میں جماعت کا لٹریچر نہ پہنچا ہو۔ لوگ کثرت سے خود مانگ مانگ کر لیتے تھے۔ اور دو دو چار چار آدمی مل مل کر پڑھتے تھے۔ جس دن سپاسنامے کی عام اشاعت ہوئی اس دن پادریوں کا ذوق و شوق قابل دید تھا ہر پادری نے کوشش کی کہ سپاسنامے کی ایک کاپی اس کے ہاتھ آجائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پوپ کے حلقے میں یہ بات خوب مشہور ہو گئی۔ اخبارات نے نمایاں طور پر خبر چھاپی شروع کر دی۔ یہ صورت حال دیکھ کر بہت سے عیسائی فکر مند ہو گئے مگر پولیس کی طرف سے ہم کو اتنی آزادی تھی کہ جلسہ گاہ چھوڑ کر اس کے فٹ پاتھ پر بھی ہمارے خدام کتابیں دے رہے تھے چند بڑے بشپ۔ آرچ بشپ اور کارڈینل کے عہدوں پر جو لوگ فائز تھے۔ اور مخصوص نشستوں پر بیٹھے تھے انہیں بھی ان کتابوں کی سیٹ پیش کی گئی۔ ان میں سے اکثر نے شکریہ کے ساتھ یہ کتابیں قبول کیں۔

محترم صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ نے اس بین الاقوامی اجتماع کو جو ایشیا میں اپنی نوعیت کا پہلا اجتماع تھا۔ پیغام اسلام پہنچانے کے لئے جس اولوالعزمی اور حوصلہ مندی سے کام لیا اس کا جواب ہزاروں ہزار تحسین و ستائش کے مستحق ہیں۔ سپاسنامے کا ذکر تو پہلے آچکا ہے

اس کے علاوہ آپ نے ایک لاکھ سے زیادہ کتابیں ہدیہ اور تحفہ کے طور پر دینے کے لئے بھیجیں۔ جن میں عام اسلامی کتابوں اور تحفوں کے علاوہ خاص وفات مسیح کے موضوع پر بھی پچاس ہزار سے زائد کتب تھیں۔ اس ناقابل فراموش کارنامہ کے انجام دینے میں جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی آف کلکتہ اور محترم جناب میاں محمد عمر محترم محمد بشیر صاحبان سہگل آف کلکتہ کے زائد اللہ مال خیرا کے علاوہ جنوبی ہند کی بعض جماعتوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب کے ساتھ خوب تعاون کیا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد نے وفات مسیح پر ایک پمفلٹ Totall Finding about Jesus (مسیح کے متعلق سنسنی خیز انکشافات) نہایت دیدہ زیب کاغذ و طباعت کے ساتھ بیس ہزار سے زیادہ تعداد میں چھپوائے جن میں سے سترہ ہزار اس اجتماع کے لئے میرے نام بھیجے گئے دوسرا پمفلٹ جماعت احمدیہ کنانور نے Present to Pope کے نام سے پانچ ہزار کی تعداد میں طبع کرایا۔ ان دونوں کتابوں کا مضمون ایک ہی تھا۔ ان میں جناب مسیح کے تینوں دور زندگی کے تین فوٹو بھی ہیں۔ یعنی جوانی۔ ادھیڑ اور بڑھاپے کے۔ جو انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا نے شائع کئے ہیں۔ اور بھی بعض جدید معلومات ہیں اس کے علاوہ نظارت دعوت و تبلیغ قادیان نے اس موضوع پر مندرجہ ذیل کتب ہزاروں کی تعداد میں بھیجیں۔

مسیح ہندوستان میں (انگریزی)
مسیح نے کہاں وفات پائی (")
قبر مسیح (")

ان چھوٹی چھوٹی کتابوں کے علاوہ بڑی کتابیں بھی انگریزی زبان میں جیسے قرآن شریف۔ لائف آف محمد۔ ٹیچنگ آف اسلام احمدیت یا حقیقی اسلام ہزاروں کی تعداد میں بھیجی گئیں۔ "ترچور" کیرالہ کے ایک دوست نے بھی ایک اشتہار پانچ ہزار کی تعداد میں بھیجے۔ اور "ربوہ" سے بھی بعض قیمتی کتب اس اجتماع کے لئے آئیں۔

نظارت دعوت و تبلیغ قادیان نے اس تبلیغی مہم کی ذمہ داری میرے سپرد کی تھی۔ میں نے یہاں کے حالات دیکھ کر محسوس کیا کہ جماعت احمدیہ بمبئی تنہا اتنے وسیع پیمانے پر ان کتابوں کی مناسب رنگ میں اشاعت نہیں کر سکتی۔ اس لئے جنوبی ہند کی بعض جماعتوں کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔ حیدرآباد اور یادگیر جو قریب کی جماعتیں ہیں ان کے امراء کو تحریک کی کہ وہ ان خاص دنوں کے لئے اپنے خدام بھی بمبئی بھیجیں اور گاڑی بھی۔ نظارت دعوت و تبلیغ قادیان نے بھی تحریک کی۔ بدر میں بھی اعلان کیا گیا۔

الحمد للہ کہ ان جماعتوں نے اس تحریک پر لبیک کہی۔ اور حیدرآباد و یادگیر سے ۱۴ خدام مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت حیدرآباد و سکندرآباد کی سرکردگی میں دو جیپ گاڑیوں کے ساتھ بمبئی پہنچ گئے۔ مدراس سے مکرم محمد کریم اللہ صاحب آزاد نوجوان بھی آ گئے ان احباب کے علاوہ مکرم حکیم محمد الدین صاحب مبلغ انچارج میسور اسٹیٹ۔ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج آندھرا پردیش اور مکرم مولوی نسیف احمد صاحب مبلغ یادگیر بھی آ گئے اس سے پیشتر کہ ۲۸ نومبر کی تاریخ آتی اور ہم تبلیغی جدوجہد کے آغاز کا اعلان کرتا۔ پولیس کے آفیسروں کو اس سکیم کی اطلاع دی۔ انہیں دارالتبلیغ بلایا۔ وہ آئے۔ کتابیں دیکھیں اور ایک ایک سیٹ اپنے ساتھ لے گئے۔ پھر میں خود مسٹر عبداللہ پولیس کمشنر سے ملا۔ اور ان کو بھی اس تجویز سے مطلع کیا۔

۲۸ نومبر کو ہم نے اپنی تبلیغی جدوجہد کا آغاز کر دیا۔ احباب جماعت تھیلیوں میں کتابیں لے لے کے جلسہ گاہ کی طرف چلے ہم نے اس وقت ان تمام مجاہدوں کو تاکید کر دی کہ پولیس کے احکام کی فوراً تعمیل کریں اگر کوئی شخص کتاب لینے سے انکار کرے تو برا نہ منائیں۔ اور اگر کوئی کتاب کے ساتھ بدسلوکی کرے تو اس کا بھی شکریہ ادا کریں۔ اگر کوئی کتاب پھاڑ کر پھینک دے تو حتی الامکان وہ ٹکڑے اٹھا لیں۔ اور کتابیں تعلیم یافتہ اشخاص کو ادب و احترام سے پیش کریں۔ خدا کا فضل ہے کہ ہمارے جوانوں نے ان ہدایات کا ہمیشہ خیال رکھا۔ اسی لئے وہ آخیر تک نہایت کامیابی سے لٹریچر کی تقسیم کرتے رہے۔

ہمارے پاس جو کتابیں تھیں ان کے دو حصے کر دیئے گئے۔ عام عقائد و تعلیمات کی کتب۔ اور وہ کتابیں جن کا عنوان وفات مسیح ہے۔ پہلے دن تجربہ کے طور پر عام عقائد و تعلیمات کی کتابیں تقسیم کی گئیں۔ اور چار دنوں تک یہی کتابیں تقسیم ہوتی رہیں۔ اس اثناء میں عیسائیوں اور بعض دوسرے اشخاص کی طرف سے پولیس پر دباؤ ڈالا گیا کہ ہماری یہ جدوجہد ممنوع قرار دے دی جائے۔ مگر پولیس ... نے ہم لوگوں کو تقسیم کتب کی اخیر تک ... آزادی رہی۔

۲۹ نومبر کو انڈین ایکسپریس میں ہمارے خدام کی تبلیغی جدوجہد اور ایک پمفلٹ "اسلام وقت کی پکار" (انگریزی) کے تقسیم کئے جانے کی اس کے رپورٹر نے موثر الفاظ میں خبر دی ۳۰ نومبر کو ہم نے اخبارات کے ایڈیٹروں کو ان کتابوں کی ایک ایک سیٹ بھیجی جو ان دنوں تقسیم کی جا رہی تھیں۔ یکم دسمبر کو ان میں سے چھ اخباروں نے نہایت نمایاں طور پر یہ خبر شائع کی۔ چند دنوں میں ساٹھ ہزار سے زیادہ تحفۃ

مسیح ملتے رہے۔ ۱۰ دسمبر کے گزشتہ گوشہ میں اس تبلیغی جدوجہد کی دھوم مچ گئی تھی۔ عوام کے علاوہ پولیس کے افسر بار بار دارالتبلیغ آکر حالات دریافت کرتے۔ اور تازہ معلومات لے جاتے تھے

۳ دسمبر کو شام کے ۵ بجے پاپائے اعظم آنے والے تھے۔ سارا شہر امنڈ کر ہوائی اڈے کی طرف چلا گیا تھا۔ اور یہ اتفاق دیکھئے کہ اس دن ہم بھی وہ کتابیں شائع کرنے والے تھے۔ جن کا عنوان ہی "وفات مسیح" ہے اس دن دس خدام کی ڈیوٹی ہوائی اڈے پر لگائی گئی تھی۔ یہ جیپ میں تشریف بھر کے بعد زوال اپنی ڈیوٹی پر چل پڑے۔ چار خدام کی ڈیوٹی "ماہم" اور "باندرہ" پر تھی جہاں عیسائیوں کی معتدبہ تعداد رہتی ہے۔ آج پہلا دن تھا کہ ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا۔ ہمارے جو خدام ماہم اور باندرہ میں متعین تھے ان کے ساتھ عیسائیوں نے زیادتی کی۔ دو چار گھونسے اور تھپڑ بھی چلا سکے۔ ہمارے یہ خدام تو نقصے کی اس جگہ سے ہٹ گئے۔ لیکن تھوڑی کا دیر کے بعد اسی جگہ ہمارے جوانوں کی دوسری پارٹی آئی۔ یہ وہی پارٹی تھی جو ہوائی اڈے پر متعین تھی۔ یہ حالات سے بے خبر تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے جب وہ کتابیں تقسیم کیں۔ تو یہ دیکھ کر عیسائیوں کے ایک گروہ نے ان خدام پر حملہ کر دیا۔ اس پارٹی میں میرے دونوں لڑکے بھی تھے۔ یہ حملہ ہوتے ہی اکثر دوست تو تھوڑی سی بہت مار کھاتے ہوئے مجمع سے نکل کر چلے گئے۔ مگر حیدرآباد کا ایک نوجوان مکرم یوسف حسین ابن احمد حسین صاحب نائب امیر جماعت حیدرآباد جیپ میں رہ گئے ان شرپسند عناصر نے انہیں خوب زد و کوب کیا۔ حتی کہ وہ نڈھال ہو کر گر پڑے۔ منہ اور ناک سے خون بہنے لگا پھر وہ جیپ میں گھس گئے۔ اور اسے کافی نقصان پہنچایا۔ یہ حالت دیکھ کر بعض دوست ماہم پولیس اسٹیشن گئے اور پولیس کی مدد سے گھر آئے۔ میں اس وقت "اول میدان" میں پوپ کا استقبال کر رہا تھا مجھ کو اس واقعہ کی اطلاع رات کے ۹ بجے ہوٹل سنٹرل کے پاس ہوئی۔ میں اسی وقت ایک غیر احمدی دوست سیٹھ عبداللطیف صاحب کو لے کر جائے واقعہ کی طرف چل پڑا۔ سیٹھ محمد معین الدین صاحب آزاد نوجوان اور دوسرے احباب بھی ٹیکسیوں میں چلے۔ ماہم پولیس اسٹیشن پہنچے تو جیپ وہاں کھڑی تھی اور ایک کانسٹیبل اس کی حفاظت کر رہا تھا۔ ہمارے دوست خیریت سے تھے۔ سبھوں کو دارالتبلیغ لے آیا۔

میرے نزدیک اس واقعہ کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ راہ خدا میں ایسے صدمے سہنے ہی پڑتے ہیں۔ مگر یہاں بات وہی ہوئی کہ عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد مسیح کو مرحومی زبان سے کثیر الاشاعت

روزنامہ "مراٹھا" نے اور ... "اخبار فتوحات" نے بہت نمایاں طور پر یہ خبر شائع کر کے عیسائیوں کے رویے کی مذمت کی۔ اس کے بعد فری پریس جنرل" اور دوسرے چند روزناموں میں اس واقعہ کی پوری تفصیل شائع ہوگئی بعض اخبار فروشوں نے تو یہ نعرہ لگا کر سنسنی پھیلا دی کہ "عیسائیوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا" ان اخباروں میں ہمارے عقیدہ وفات مسیح کا ذکر بھی آ گیا۔ اس واقعہ کے بعد پولیس ہوشیار ہوگئی۔ گرجوں کے پاس پہرے بٹھا دیئے گئے۔ لیکن ہماری تبلیغی آزادی میں کوئی خلل نہیں ڈالا گیا۔

چنانچہ ۳ دسمبر کو ہمارے یہ زخم خوردہ جوان زیادہ ہمت۔ استقلال اور مستعدی سے میدان جہاد میں آ گئے۔ آج تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر شخص سے کتابیں پڑھا کے دم لیں گے۔ اس دن میں خود شروع سے اخیر تک ان خدام کے ساتھ رہا اور حالات کا مطالعہ کرتا رہا۔

۴ دسمبر کو تبر مسیح (انگریزی) کی تحفۃ لوگوں کو دے دینے کی باری تھی۔ مگر آج یوکرسٹک کانگریس کی رونق ختم ہو گئی تھی۔ حاضرین کی تعداد بھی بہت کم تھی۔ اس لئے آج نسبتاً ایسے اشخاص کو کم ملے جنہیں کتابیں دی جا سکیں۔ پھر بھی اس دن چار ہزار سے زیادہ آدمیوں کو پیغام احمدیت پہنچا دیا گیا۔

آج ہی جماعت احمدیہ کی تبلیغی جدوجہد ختم ہونے والی تھی۔ ۵ دسمبر کے لئے احباب کی واپسی کے لئے مختلف ٹرینوں میں سیٹیں ریزرو تھیں۔ لیکن افسوس کہ ٹھیک اس وقت جب ہمارے خدام اپنی کامیابی پر خوشی منا رہے تھے۔ یادگیر کے ایک مخلص اور قابل رشک نوجوان سیٹھ محمد عبد اللطیف صاحب ابن سیٹھ محمد عبد الحی صاحب مرحوم آف یادگیر کی وفات کی خبر آگئی۔ تمام دوستوں کو سخت صدمہ ہوا۔ جو مرحوم کے قریبی رشتہ دار تھے۔ انہیں تو اسی وقت یادگیر جانے کی اجازت دے دی گئی۔ باقی احباب ۵ کو یہ تبلیغی جدوجہد جو ۲۸ نومبر کو شروع کی گئی تھی۔ نہایت خیر و خوبی سے ۴ دسمبر کو پایۂ تکمیل تک پہنچ گئی۔ اس کار خیر میں چند غیر از جماعت دوستوں نے بھی میرے ساتھ بہت تعاون کیا۔ خدا انہیں جزائے خیر دے یہ چند دن جیسی خوشی اور چہل پہل کے تھے۔ خدا ہمیشہ ایسے دن دکھائے۔ صبح سویرے سے دوستوں کا کتابوں پر مہریں لگانا۔ کتابوں کا شمار کرنا۔ ڈیوٹی تقسیم کرنی اور پھر ڈیوٹی پر جانا۔ کتنا دلچسپ مشغلہ تھا پھر ہم نے یہ محسوس کیا کہ ہر کس و ناکس کے ہاتھ میں کتابیں دے دینا تو چنداں دشوار نہیں۔ لیکن چیدہ چیدہ افراد کو ڈھونڈنا ان کو کتابیں دینی اور ان کے سوالات کا

جواب دینا بہت دشوار کام ہے اس کے لئے ہمت اور استقلال کے ساتھ وقت بھی چاہیئے اور یہ خدا کا فضل ہے ہمارے خدام انتھک کوشش اور بڑی رفتاری سے کام کرتے رہے اگر خدا انہیں یہ حوصلہ نہ دیتا تو اتنے وسیع پیمانہ پر لاکھوں آدمیوں کو یہ مذہبی تحفہ نہیں دیا جا سکتا تھا۔

ہم کو کانگریس کے منتظمین سے جو شکایت ہے اس کے خلاف بعض اخبارات میں میرے خطوط شائع ہو چکے ہیں۔ ہم اس تحریر کے ذریعہ پھر اس کے رویہ پر اظہار افسوس کرتے ہیں۔ ہمیں نہ تو سٹال دیا گیا نہ ایڈیٹر آزاد نوجوان کو پریس انٹرویو کی اجازت دی گئی۔ نہ پوپ سے جماعت احمدیہ کی ملاقات کا بندوبست کیا گیا۔

ہم اخبار والوں کے مشکور ہیں جنہوں نے ہمارے ساتھ ہر وقت تعاون کیا۔ اور ہمارے خدام کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔

محکمہ پولیس نے شروع سے اخیر تک ہمارے خدام کو جس آزادی سے لٹریچر تقسیم کرنے کی اجازت دی ہم اس پر اس کے مشکور ہیں۔ اور اس عادلانہ و منصفانہ سلوک پر ہم اس کو مبارکباد دیتے ہیں۔

ہماری تبلیغی جدوجہد کا ایک دور ختم ہو گیا۔ اب اس کے خوشگوار نتائج کا انتظار ہے۔ اس مہم کے بعد کیا اخبارات اور کیا عوام سبھوں کا احمدیہ مسلم مشن بمبئی کی طرف رجوع ہو گیا ہے۔ روزانہ نئے نئے لوگ ملاقات کے لئے آ رہے ہیں۔ ذوق و شوق سے کتابیں لے جا رہے ہیں۔ ابھی مسیحی مبلغین کے سب سے بڑے ادارے Salvation Army کے کمشنر کا آدمی آیا۔ وہ ہر کتاب کے چھ چھ نسخے لے گیا ہے۔ یہ لٹریچر وفات مسیح سے متعلق تمام کتابوں کی ایک ایک سیٹ اپنے بڑے اداروں کو بھیج رہا ہے جن میں لنڈن کی Salvation Army بھی ہے۔ اس ادارے کو ہم نے قرآن شریف انگریزی کا بھی ہدیۃً دیا۔ اور بہت سے خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ جنہیں ہم ڈاک کے ذریعہ کتابیں بھیج رہے ہیں اور مقام مسرت ہے کہ اس سے زیادہ دلچسپی عیسائی حضرات لے رہے ہیں اب ہماری کوشش یہ ہے کہ ان دنوں جو کتابیں جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کی گئیں اخبارات میں ان پر ریویو آئے۔ خدا اس مقصد میں بھی کامیاب کرے۔ آمین۔

ابھی تک جن اخبارات و رسائل میں اس تبلیغی جدوجہد کا شاندار الفاظ میں ذکر آ چکا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں:۔

انڈین ایکسپریس انگریزی معاصر		۲۹/۱۱/۶۲	"
اردو ٹائمز	اردو روزنامہ	۳۰/۱۱/۶۲	"
ہندوستان	" "	۱/۱۲/۶۲	"
اجمل	" "	۱/۱۲/۶۲	"
آتش کدہ		۱/۱۲/۶۲	"

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

تاریک راہیں ۔ روشن مستقبل

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد انچارج تبلیغ صوبہ جموں و کشمیر

دیوانگی و فرزانگی

ادیت پر انحصار رکھنے والے ، دنیوی نظروں میں عقلمند کہلانے والے اُن کو دیوانہ ہی قرار دیتے تھے ، جنہوں نے خالی پیٹ ، خالی ہاتھ بے سروسامانی کے عالم میں تمام دنیا کو اپنے نظریات کا قائل کرکے ایک پُر امن اور اخوت و مساوات قائم کرنے والا ایک بے نظیر معاشرہ قائم کرنے کا عزم کیا ہوا تھا ۔ جنہوں نے انسانیت اور روحانیت کی مردہ اور منجمد رگوں میں زندگی کا خون دوڑانے کا عہد کیا تھا ۔ جنہوں نے اپنا آرام و آسائش ، مال و دولت عزت و رفعت اور اعزہ و اقرباء کو اپنے اس مقصد کے لئے قربان کر دیا ایک انتہائی معمولی بات سمجھا کہ ہم اُس نور سے جو خدا تعالیٰ نے حضرت نبی امی محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم تک پہنچایا ہے دوسروں کو بھی منور کریں ۔ فرزانے اس دیوانگی پر ہنسے تو ضرور اور پھر لگاتار ان کو مٹانے کی کوشش کرتے رہے مگر دیوانے بھی اپنی دھن کے پکے تھے اور انہوں نے اپنے عزم کو عمل جامہ پہنا دیا ۔ اور فرزانہ کہلانے والے انگشت بدنداں پکارے گئے ۔ کیونکہ وہی دیوانے آج تمام فرزانوں کے لئے باعثِ فخر بن گئے

یہی حالت آج جماعت احمدیہ کی ہے کہ اس کے ہر فرد میں دیوانگی کی حد تک یہی عزم پایا جاتا ہے کہ سارا دنیا کو ہم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں لے آئیں گے دنیا کو ایک پُر امن اور سچا پیار معاشرہ دیں گے ایسا معاشرہ جو اسلامی تعلیم سے آراستہ ہوگا جس کے آسمان و زمین نئے ہوں گے ۔ جس میں دنیا کی مشکلات کا حل ہوگا ، دنیا کو تباہی سے بچایا جا سکے گا ۔ اور ہم اپنے اس عزم و عہد کی تجدید کے لئے ہر سال اپنے مرکز میں ایک سالانہ جلسہ منعقد کرتے ہیں ۔ ظاہر بین نگاہیں ہماری ان مساعی کو ایک مذہبی دیوانگی سمجھتی ہیں ۔ ہمارے اس عزم اور بے سروسامانی کو دیکھ کر دنیوی اہلِ دانش اپنی مخصوص طنز آمیز مسکراہٹ کو نہ چھپا سکے ۔ لیکن تاریخ تو اپنے آپ کو دہرایا ہی کرتی ہے ۔ جماعت احمدیہ کی بہتر سالہ تاریخ شاہد ہے کہ جن لوگوں کو دیوانے سمجھے جاتے تھے رفتہ رفتہ دنیا کے گوشوں میں پہنچ کر خدمت اسلام کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں ۔ اور ہر ایک احمدی بچے کی جنگجویانہ بھی آپنے روشن مستقبل سے تابناک نظر آ رہی ہیں ۔ اُن میں ایک نیا ولولہ اور جوش پایا جاتا ہے

قنوطیت کے بادل

اس کے بالمقابل آج جب عالمِ اسلام کی طرف نگاہ اٹھتی ہے تو مسلمان کہلانے والے مراکش سے لے کر چین تک اور سائبیریا سے لے کر جنوبی افریقہ تک پھیلے ہوئے ہیں سیاسی اعتبار سے ایشیا ، افریقہ اور جزائر میں اُن کی مضبوط حکومتیں بھی قائم ہیں ۔ اسی طرح یورپ ، امریکہ اور افریقہ میں جہاں ان کی حکومتیں قائم نہیں وہاں بھی مسلمان کافی تعداد میں آباد ہیں ۔ یورپ میں روس اور چین میں بھی ایک موثر حد تک مسلم آبادی موجود ہے ۔ علاوہ ازیں روس ، پولینڈ اور فن لینڈ وغیرہ برفانی علاقوں میں بھی مسلمان آباد ہیں ۔ لیکن آپ کو ان کے پژمردہ چہروں ، ٹوٹے ہوئے حوصلوں سے اُن کی پست ہمتی اور مایوسی صاف نظر آ جائے گی ۔ قومی زندگی کی کوئی بھی علامت اُن میں پائی نہیں جاتی ۔ نہ ترقی کی نیت ، امنگ اور امید ہے اور نہ ہی اصلاح کی طرف توجہ ہے ۔ جماعتی روح اور نظام کی روح سے بالکل عاری ہیں ۔ وہ یورپ اور مغربی اقوام کی طرف حسرت زدہ نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں ۔ مغربی فلسفہ سے مرعوب ہو کر اس کے سامنے گھٹنے ٹیک رہے ہیں ۔ الحاد و دہریت کو مٹانے کی بجائے اس سے مداہنت اختیار کرنے میں ہی اپنی بھلائی سمجھ رہے ہیں ۔ اور اپنی موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے ان پر اس قدر قنوطیت کا غلبہ ہے کہ احیائے اسلام کے لئے وہ کسی بھی ترکیب کو قابلِ عمل نہیں سمجھتے ۔ جبکہ مادیت کی رَو میں بہہ کر اس قدر آشفتہ سر ہیں کہ ؎

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ جوشِ ایمانی ، وہ غیرتِ دینی اور وہ تعلق باللہ جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں میں پایا جاتا تھا آج کل کے مسلمان اس سے بالکل کورے ہیں ۔

صداقتِ اسلام

مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالی بھی اسلام کی صداقت کی ایک بین دلیل ہے ۔ بظاہر یہ بات بڑی مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہے کہ کسی قوم کی مذہبی ، اخلاقی ، اقتصادی اور تنظیمی گراوٹ اس کے مذہب کی صداقت کا ثبوت ہو لیکن یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی یہ پستی صداقتِ اسلام کو روشن کر رہی ہے اور اس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دینِ اسلام کے ساتھ جو پیشگوئی بھی بیان کی تھی کہ عنقریب جب دنیا پر ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور قرآن کے صرف الفاظ رہ جائیں گے ۔ یہ بیان ظاہر آباد ...

وہ ہوں گی لیکن ہدایت سے کورے ... اس وقت کے علماء بدترین مخلوق ہوں گے ... اور فتنہ کے منبع وہی ہوں گے ۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم) اسی طرح آپ نے فرمایا تھا کہ میری امت پر وہ بالعموم وہ سب حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آ چکے ہیں ۔ اور امت کے بہتر فرقے ہو جائیں گے (ترمذی) اور یہ بھی پیشگوئی فرمائی تھی کہ " بدء الاسلام غریباً وسیعود کما بدء فطوبیٰ للغرباء " (مسلم) یعنی اسلام غریب الوطنی کی حالت میں شروع ہوا ۔ اور پھر ایک زمانہ میں اس کی وہی حالت ہو جائے گی جیسی کہ ابتداء میں تھی ۔ پس غریب الوطنی اختیار کرنے والوں کو مبارک ہو ۔

الغرض ایک دو نہیں بلکہ کئی علامات اس زمانہ اور مسلمانوں کی پست حالت کے بارے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں ۔ جو اس امر کا بین ثبوت ہے کہ اسلام خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا ایک پودا ہے ورنہ ایک انسان کے بس سے یہ بات باہر ہے کہ وہ تقریباً ڈیڑھ ہزار سال بعد آنے والے حالات کو قبل از وقت بیان کر دے ۔

امید کی کرن

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسلام نے مسلمانوں میں خود مایوسی پیدا کر دی ۔ ان کی بیماری تو بتلا دی لیکن علاج نہیں بتلایا ۔ ایسا نہیں ہے ۔ بلکہ ایسے وقت میں مسیح موعود اور مہدی معہود کے آنے کی پیشگوئی فرمائی کہ وہ آ کر مسلمانوں کی مایوسی کو دور کر دے گا ۔ تمام ادیان پر اسلام کا غلبہ ثابت کر دکھائے گا ۔ پر آج کل کے پُر فتن زمانہ میں اس کی شناخت کے لئے کچھ بڑی نمایاں اہم اور واضح باتیں بتلا دی گئی ہیں کہ مسلمانوں کے بہتر فرقوں میں سے حق اور صداقت پر وہی فرقہ ہوگا جو " ما انا علیہ و اصحابی " (ترمذی) کا مصداق ہوگا ۔ اس چھوٹے سے فقرے میں بڑی وضاحت سے اس بات کی نشاندہی کر دی گئی ہے کہ جس طرح حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی وحی سے سرفراز تھے اسی طرح اس فرقے کا امام بھی خدا تعالیٰ سے شرفِ مکالمہ و مخاطبہ رکھنے والا ہوگا ۔ دوسرے یہ کہ جس طرح حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ میں اسلامی تعلیم کو پھیلانے اور تمام اقوام کو اپنے اندر جذب کرنے کا جوش دیوانگی کی حد تک پایا جاتا تھا ۔

اسی طرح اس فرقہ میں بھی پایا جائے گا ۔ تیسرے یہ کہ جس طرح حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہؓ نے راشد خلافت کو جنم دیا اسی طرح اس فرقہ میں بھی خلافت کا قیام ہوگا ۔

پس مسلمانوں کو قبل از وقت متنبہ کر دیا گیا تھا کہ وہ ایسے پُر فتن زمانہ میں ایسے شخص کی تلاش کریں جو خدا تعالیٰ سے مکالمہ و مخاطبہ رکھتا ہو ۔ جو اسلام کو حقیقی رنگ میں پیش کر کے قرونِ اولیٰ کے دور کی یاد تازہ کر دے ۔

نظریوں کا فقدان

کسی بھی قسم کے نسخہ کو بے عمل استعمال کرنا یقیناً ہلاکت کو دعوت دینے کے مترادف ہے ۔ اور یہی حال مسلمانوں کا بھی ہوا ۔ انہوں نے جب دیکھا کہ حضور صلی کرم اللہ وجہہ کے بعد خلافت ملوکیت میں تبدیل ہو گئی ہے تو مہدی کی آمد کو اسی زمانہ کے لئے منصوب کر لیا ۔ اور یہ سمجھ لیا گیا کہ آنے والا مہدی اسی زمانہ میں آ کر خلافتِ راشدہ کا قیام کرے گا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں اختلافات اور باہمی فرقہ بندی کی کشیدگی بڑھتی چلی گئی جب زمانہ کچھ آگے بڑھا اور ۶۵۶ھ میں بغداد پر ہلاکو کے حملہ سے مسلمانوں کی ظاہری ورہی خلافت نے بھی دم توڑ دیا تو یہ نظریہ قائم کر لیا گیا کہ آخر الامر مہدی دوبارہ خلافت کو قائم کرے گا ۔ اور اس کے ظہور کا زمانہ بھی بے تکی ہر سال گزرتے گئے اور کوئی مہدی اُس قسم کا ظاہر نہ ہوا تو بعض مسلمانوں کے بعض لیڈروں نے یہ نظریہ پھیلانا شروع کر دیا کہ کوئی بھی مہدی آنے والا نہیں ہے ۔ دراصل ہمیں اپنی حالت آپ بدلنی ہے ۔ اور پھر مختلف تحریکیں اس کے لئے جاری ہوئیں ۔ جیسے اتحاد المسلمین اور تحریکِ خلافت بھی اسی نظریے کی ایک کڑی ہے ۔ اور اب موجودہ زمانہ میں اس قنوطیت سے متاثر ہو کر مودودی تحریک نے سر اٹھایا ہے کہ مسلمانوں کے اعتقاد کے مطابق کوئی ایسا مہدی پیدا ہونے والا نہیں ہے بلکہ دراصل وہ مہدی ایک قسم کا لیڈر ہوگا جو زمانہ حال کے حربوں سے لیس ہو کر اسلام کے غلبہ کا باعث بنے گا اور نہ تو وہ دعویٰ کرے گا اور نہ کوئی خارق عادت نشانات دکھائے گا بلکہ اس کے کارناموں سے دنیا جان لے گی کہ وہ نبوت پر آنے والا تھا ۔ گویا ابو الاعلیٰ مودودی کی شخصیت بالکل اس طرح ہے کہ ؎

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

الغرض انسانی دماغوں کی مذہبی اختراعات نے امتِ مسلمہ کے تشتت اور افتراق میں اضافہ ہی کیا ہے اور دن بدن روحانی پیاس بڑھتی چلی جا رہی ہے ۔ جس کا اظہار مندرجہ ذیل حوالہ جات سے بخوبی ہو سکتا ہے

مسلمانوں کی پکار

مدیر ہفت روزہ " المنبر " لائل پور اپنے شمارہ ۱۰ر نومبر ۱۹۶۳ء میں لکھتے ہیں :-

" ہمارے دل خوفِ خدا سے خالی ہو چکے ہیں ۔ ہمارے اذہان خدائے ذو الجلال کے تصور سے تہی ہیں اور ہم ایمان و یقین کی دولت سے محروم کر دیئے گئے ہیں ۔ ۔ ۔ اس کے لئے نسخۂ شفا وہی ہے ۔ جسے خدا کے پیغمبر نے انسانوں کے بگاڑ کی اصلاح کے لئے استعمال کیا ۔ اور وہ نسخہ ہے ایک ایک فرد کو تجدید ایمان کی دعوت خدا کی صفات کا موثر تعارف و آخرت کی اہمیت اور اس پر یقین کی دلنشین

مبلغ پانچ صد روپیہ کا عطیہ اس غرض کے لئے ادا کریں تو ایسے احباب جماعت کے نام بھی لبغرض دعا سنگ مرمر کی پلیٹ پر کھدوا کر لگائے جا سکیں گے ماسوا اس کے علاوہ جو دوست بھی حسب توفیق اس تحریک میں حصہ لینا چاہے۔ اس کے لئے ثواب کا موقعہ ہے کہ وہ اس صدقہ جاریہ میں حصہ لے کر ثواب کمائے

نظام وصیت میں شمولیت

یہ بات شدت کے ساتھ محسوس کی جا رہی ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے چندہ دہندگان کی تعداد کی نسبت سے موصی احباب کی تعداد بہت کم ہے جس کی وجہ بظاہر یہی نظر آتی ہے کہ دور دراز کے علاقہ کی جماعتوں کے احباب نظام وصیت کی اہمیت سے پوری طرح واقف نہیں ہیں۔ چنانچہ موجودہ مالی سال میں بجٹ کے موقعہ پر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے یہ فیصلہ کیا کہ مرکز کی طرف سے نظام وصیت کی اہمیت اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی فرضیت کے لئے ایک خاص انداز دورہ کرے۔ چنانچہ امسال مرکز کی طرف سے ایک وفد شمالی ہند کی جماعتوں میں بھجوایا گیا۔ اور ایک مرکزی وفد نے جنوبی ہند کی اکثر جماعتوں کا دورہ کیا جس کے نتیجہ میں بفضلہ تعالیٰ بہت سی وصیتیں ہوئی ہیں۔ اگر ہمارے مبلغین صاحبان اور جماعتوں کے عہدہ داران احباب جماعت پر نظام وصیت کی اہمیت کو پوری طرح واضح کرتے رہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ ارشاد بار بار مستحضر کریں کہ موجودہ زمانہ کی اہم ضروریات کے تقاضوں کے پیش نظر ایمان کی کم از کم علامت یہ ہے کہ جماعت کا ہر شخص وصیت کرے تو اس سے جہاں دوستوں کے ایمان میں مضبوطی اور پختگی پیدا ہوگی وہاں صدر انجمن احمدیہ قادیان کی مستقل آمد میں بھی معقول اضافہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اس معاملہ میں توجہ دینا نہایت ضروری ہے۔ نیز موصی احباب کو یہ کوشش کرنی چاہئیے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنا حصہ جائیداد ادا کر دینے کی طرف توجہ فرماویں۔ اس طرح جہاں موصی احباب اپنی زندگی میں اپنی ذمہ داری ادا کر کے ایک روحانی تسکین حاصل کر سکیں گے وہاں معقول تعداد کی آمد سے صدر انجمن احمدیہ مستقل آمد دینے والی جائیدادیں خرید کر اپنی مالی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کرتی رہے گی۔

ادائیگی زکوٰۃ

زکوٰۃ پانچ ارکان اسلام میں سے ایک اہم فریضہ ہے۔ بجز اس کی آمد کی رفتار سے [illegible] صاحب نصاب احباب اس فریضہ کی ادائیگی کی طرف کما حقہ توجہ نہیں کر رہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی اور جماعتی چندہ بشمول لازمی چندہ جات زکوٰۃ کا قائم مقام نہیں سمجھا جا سکتا ہے اور ایک صاحب نصاب دوست کا زکوٰۃ نہ ادا کرنا خدا تعالیٰ کے نزدیک اسی طرح قابل مواخذہ ہے جس طرح کہ ایک تارک نماز۔ پس مبلغین صاحبان اور عہدہ داران کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں دوستوں پر زکوٰۃ کی فرضیت اور اہمیت کو واضح کریں اور صاحب نصاب احباب کی صحیح فہرست مرتب کر کے مرکز میں بھجوائیں تاکہ مرکز کی طرف سے بھی ایسے دوستوں کو براہ راست توجہ دلائی جا سکے۔

تشخیص بجٹ اور ادائیگی بقایاجات

جماعت کی ایک معقول تعداد اپنی آمد کے مطابق ماہوار شرح چندہ باقاعدگی کے ساتھ ادا نہیں کر رہی۔ اور بعض بڑے بڑے صاحب حیثیت احباب بھی اس معاملہ میں کوتاہی سے کام لے رہے ہیں۔ ہماری جماعت میں بفضلہ تعالیٰ ایسے مخلصین موجود ہیں جو بعض اوقات کسی نیک جذبہ کے ماتحت ایک معقول رقم کسی طوعی تحریک میں ادا کر کے اخلاص کا ثبوت دیتے ہیں۔ مگر اگر ایسے احباب اپنے دل میں یہ پختہ عہد کر لیں کہ وہ اپنی اصل آمد کے مطابق ماہوار چندہ دیا کریں گے اور اپنا صحیح بجٹ تشخیص کروا کر اس کے مطابق ماہوار چندہ ادا کریں تو جہاں انجمن کی مستقل آمد میں اضافہ ہو کر سلسلہ کی مالی مشکلات کے دور ہونے میں مدد ملے گی وہاں ایسے احباب کو بھی باشرح چندہ ادا کرنے کا ثواب ملے گا۔ اسی طرح بہت سی جماعتوں کے ذمہ سالہا سال کی کثیر رقوم لازمی چندہ جات بقایا چلی آ رہی ہیں اور باوجود ہر ماہ سہ ماہی، ششماہی اور نوماہی جماعتوں کے عہدہ داروں کو توجہ دلانے کے سابقہ بقایا چندہ کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت جب تک کوئی جماعت اپنے بجٹ کے بقایا کو ادا نہیں کر دیتی یا ادا نہ کر سکنے کی معقول وجوہات بتا کر اس میں کمی کی باقاعدہ منظوری نہیں لے لیتی۔ اس وقت تک یہ لازم جماعتوں کے ذمہ میں شامل سمجھی جانی ضروری ہیں۔ اس لئے جماعتوں کے امراء، صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال کو چاہیئے کہ جہاں سالہا سال کا چندہ باقاعدگی سے ہو رہا ہے وہاں سابقہ بقایا کی طرف بھی خاص طور پر توجہ دیں۔ اور اگر کسی بقایا دار کے حالات بقایا میں کمی یا معافی کے متقاضی ہوں تو مقامی مجلس عاملہ کی معین رپورٹ کے ساتھ معاملہ مرکز میں بھجوایا جائے۔ اور سوائے کسی حقیقی مجبوری کے بقایا کی رقم کی معافی کی سفارش نہ کی جائے۔ اگر جماعتوں کے احباب اس اصول پر پوری طرح سے عمل درآمد کریں۔ تو بہت سے ایسے بقایا دار جو دوستی سستی کے ماتحت بقایا دار ہو گئے ہیں ان کی مؤثر رنگ میں اصلاح کی صورت ممکن ہو سکتی ہے اور یہ امر مرکز کی مستقل آمد میں اضافہ کا موجب بن سکتا ہے۔

منفی پوزیشن خزانہ

آخر نومبر ۱۹۷۲ء کو صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ کی پوزیشن قریباً ۷۵۰۰۰ روپے منفی ہو چکی ہے گویا کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان گزشتہ چند سالوں سے آمد کے مقابل پر اخراجات میں زیادتی کے باعث قریباً پون لاکھ روپیہ امانتوں سے خرچ کر کے زیر بار ہو چکی ہے

اخراجات ناگزیر ہونے کے سبب جاری رکھے جا رہے ہیں اور اگر آمد و خرچ کی یہی حالت رہی تو اس سے جو خطرناک پوزیشن پیدا ہو کر کاموں کو نقصان پہنچ سکتا ہے وہ کسی وضاحت کا محتاج نہیں ہے۔

صدر انجمن احمدیہ کی مندرجہ بالا حالت اس صورت میں ہے جبکہ باوجود غیر معمولی مہنگائی اور گرانی کے صدر انجمن احمدیہ قادیان نہ ہی درویشوں کے گزاروں میں اضافہ کر سکی ہے۔ اور نہ ہی کارکنان کے مہنگائی الاؤنس کے اضافہ کے معاملہ پر کوئی فیصلہ کر سکتی ہے۔ اگر احباب جماعت مرکز کی اس نازک مالی پوزیشن کا صحیح احساس کریں اور جماعت کے ذمہ دار عہدہ داران اور صاحب نصاب دوست اپنے اپنے حلقہ میں اس جماعتی ذمہ داری کا احساس کروائیں تو مجھے یقین ہے کہ ہم کافی حد تک مرکز کی مالی مشکلات کو دور کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے ۱۹۴۷ء کے غیر معمولی حالات میں جماعت احمدیہ پر اپنا فضل کیا اور درویشان قادیان کی مختصر سی جماعت کو اپنی حفاظت میں رکھا۔ اسی طرح ہمیں یقین ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے مقدس اور دائمی مرکز میں بسنے والے افراد کے لئے کشائش کے سامان پیدا فرماتا رہے گا اور انہیں ہرگز نہیں ضائع کرے گا۔ مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ ہمارے بھائی جو قادیان سے باہر بستے ہیں وہ فرض شناسی کے صحیح احساس کے ساتھ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اسے ادا کریں۔ اور مرکز قادیان کے ساتھ سچی محبت کا عملی ثبوت پیش کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ موجودہ غیر معمولی حالات میں غیر معمولی عزم اور جذبہ کے ساتھ قربانی کر کے اللہ تعالیٰ کے انعامات اور برکات کو حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین۔

معراج نبوی کی حقیقت

(بقیہ صفحہ ۹)

نے قیامت تک قرار دیا۔ اور اس امت کے افراد کو علو مرتبت میں جملہ امتوں کے افراد سے برتری اور بزرگی بخشی گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ (سورۃ النساء ع ۹)

کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور صاحب معراج رسول کی اطاعت گزار ہیں وہ سب حسب درجات انعام پائیں گے اور سب انعام پانے والے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ہم رتبہ ہوں گے۔

گویا آپ کے امتی انتہائی انعامات سے بھی سرفراز ہو سکیں گے۔ اور ان کے لئے امتی نبوت کے دروازے بھی کھلے ہیں۔

غرضیکہ معراج ایک حقیقت ہے۔ کوئی خواب یا افسانہ نہیں۔ معراج ایسی سربلندی ہے جس پر تمام بلندیوں کا خاتمہ ہے۔ واقعہ معراج آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت، قرآن مجید کی برتری، امت محمدیہ کے خیر امت ہونے پر کھلی اور واضح علامت ہے۔

پس واقعہ معراج کی یاد کو ہمیشہ تازہ رکھنا از بس ضروری ہے۔

(بشکریہ زمان [illegible])

تعلیمیں اور عملاً ایک ایسا نمونہ مہیا کرنا جسے دیکھ کر انسان کو یقین ہو جائے کہ واقعی خدا ہے اور آخرت آنے والی ہے۔"

مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی مدیر صدق جدید لکھنؤ رقمطراز ہیں:۔

"امت کی موجودہ بے عملی اور مشرکانہ جاہلی رسموں میں گرفتاری بالکل مسلّم ہے یہ عام مشاہدہ کی چیزیں ہیں لیکن اس سے نجات دلانا کس کے بس کی بات ہے کایا پلٹ کے لئے تو پیغمبرانہ عزم و عزیمت کی ضرورت ہے۔"

(صدق جدید لکھنؤ ۸ اکتوبر ۱۹۶۲ء)

شورش کاشمیری صاحب مدیر "چٹان" لاہور نے مسلمان علماء کا یوں تعارف کرایا ہے:۔

"...... یہ اسلام کی کاربن کاپیاں ہیں اور ان سے نفس اسلام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا۔ افسوس ہے کہ جس رجل رشید کی اسلام کو ضرورت ہے وہ پیدا نہیں ہوا...... دنیا صرف یہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ اسلام ایک زندہ طاقت ہے یا نہیں اور مذہب کا مستقبل کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ علماء میں کوئی شخص ملت اسلامیہ میں انقلابی فکر و نظر کا مالک نہیں یہ سارا اگراں حسرت تعمیر کے باعث معمار کا منتظر ہے۔"

(چٹان لاہور ۲۷ جنوری ۱۹۶۲ء)

تجاہل عارفانہ

مسلمانوں کی اس موجودہ یاس انگیز بکار پر متعجب ہیں ہم۔ شہر بہ ڈھنڈورہ کی ضرب المثل صادق آتی ہے وہ دیکھ رہے ہیں کہ خدا نے اسلام کی سرزمین ہند سے ہی ایک شخص نے مسیحیت و مہدویت کا دعوے کیا ہے۔ اور عین ضرورتِ زمانہ کے مطابق وہ آیا ہے۔ یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام۔ لیکن یہ لوگ اپنے گھروں کے دروازے اور کھڑکیاں بند کرکے چلا رہے ہیں کہ دن نہیں نکلا حالانکہ آفتاب نصف النہار تک پہنچ چکا ہے اسلامی غلبہ کا نقشہ ان کے سامنے حاضر کیا گیا ہے۔ لیکن وہ اپنی بدبختی کی وجہ سے اس کو دیکھ نہیں سکتے۔ کایا پلٹ پیغمبرانہ عزم و عزیمت کے لئے جیسا کہ گیا لیکن وہ اس کا ساتھ نہیں دے رہے۔ اسلام کو جس رجل رشید کی ضرورت تھی وہ بروقت آپہنچا ہے اور اس نے اسلام کو ایک زندہ طاقت کے طور پر پیش کر دیا ہے اور اسلام کے تابناک مستقبل سے پردے ہٹا دیئے ہیں لیکن ان باتوں کے دیکھنے کے لئے چشم بینا کی ضرورت ہے۔ حقیقت ہے کہ ان ہوٹی مولویوں بجا نے کے لئے مغرب کی خوف تھتے والا پیاسا ہی مر رہا ہے

ڈاکٹر ماہر رابندر ناتھ ٹیگور کی آخری امید

آج کل ان پر یورپ کی مادی تجلیات اس قدر اثر انداز ہیں کہ ان کی بڑی تعداد نے اسلامی معاشرہ کو فراموش کرکے حقیقی اسلامی زندگی کو مفقود بنا دیا ہے الا ماشاء اللہ اور وہ بھی اسی ڈگر پر رواں دواں ہیں جس پر عیسائی اور دوسری غیر مسلم اقوام چلی جا رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب اسلامی ترقی کا معیار بھی ان کے نزدیک یورپ ہی کا معاشرہ ہے۔ مغربی ممالک سے مرعوب ہو کر ان کی طرف نگاہِ حسرت سے دیکھنے والوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے ایک جہاں دیدہ اور تجربہ کار مسلم کی مندرجہ ذیل رائے کافی ہے۔

ہندوستان میں ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور بنگالی کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں انہوں نے اپنی ساری زندگی کے تجارب بیان کرتے ہوئے اپنی اسیویں سالگرہ کے موقعہ پر شانتی نکیتن میں کہا:۔

"کبھی میرا یہ خیال تھا کہ تہذیب کے چشمے یورپ میں پھوٹیں گے لیکن آج جبکہ میں اس دنیا کو چھوڑنے والا ہوں میرا یہ پختہ اعتقاد بالکل جاتا رہا ہے اب میری آخری امید یہ ہے کہ دنیا کا نجات دہندہ اس افلاس زدہ ملک میں پیدا ہوگا۔ اور مشرق ہی سے خدائی رحمت کا پیغام دوسری قوموں کو ملے گا جس کی بدولت انسانیت کے زندہ رہنے کی امید پیدا ہو جائے گی۔"

(بحوالہ الفضل ۔ ۱۰ اگست ۱۹۶۱ء)

گویا ڈاکٹر صاحب موصوف نے بھی اپنی ساری زندگی کے تجارب کا جو نچوڑ نکالا کہ روحانیت کے چشمے ہندوستان ہی سے پھوٹیں گے۔ یہ اور بات ہے کہ انہوں نے اس چشمہ کے آبِ زلال کی طرف نظر نہیں کی

تجدیدی کارنامہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے متعلق فرمایا تھا کہ "یُحْیِ الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ" وہ دینِ اسلام کو زندہ کرے گا۔ اور شریعتِ اسلامیہ کا قیام کرے گا۔ اسی طرح فرمایا تھا کہ "لو کان الایمان بالثریا لنالہ رجل من فارس" یعنی اگر ایمان ثریا پر بھی جا چکا ہوگا تو ایک فارسی الاصل شخص اس کو ثریا سے لے آئے گا۔ پس یہی وہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دور ہے جس کے لئے مسلمان صدیوں سے دیدہ فراہ ہیں۔ خدا تعالے نے اس تاریک زمانہ کے لئے اپنا نور بھیج دیا ہے۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ نرمی اور آہستگی سے اور حلم اور غربت کے ساتھ اس خدا کی طرف لوگوں کو توجہ دلاؤں جو سچا خدا اور قدیم و غیر متغیر ہے۔ اور کامل تقدس اور کامل علم اور کامل رحم اور کامل انصاف رکھتا ہے اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں مجھے اس نے بھیجا ہے تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کے سچے خدا کی طرف رہبری کروں...... مجھے اس نے حق کے طالبوں کی تسلی پانے کے لئے آسمانی نشان بھی عطا فرمائے ہیں۔ اور میری تائید میں اپنے عجیب کام دکھلائے ہیں۔ اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید جو خدا تعالے کی پاک کتابوں کی رو سے صادق کی شناخت کے لئے اصل معیار ہے، میرے پر کھولے ہیں۔ اور پاک معارف اور علوم مجھے عطا فرمائے ہیں۔"

(مسیح ہندوستان میں صلا)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں ؎

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

نیز فرمایا ؎

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

احیائے اسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احیائے اسلام کے لئے ایک جدید علم کلام کی بنیاد رکھی جس کا اثر یہ ہوا کہ نہ صرف مباحثات کا رنگ بدل گیا اور اسلام کے مقابل تمام دوسرے مذاہب کو تاب مقاومت نہ رہی۔ چنانچہ امرتسر کے غیر احمدی اخبار "وکیل" کے ایڈیٹر نے آپ کی وفات پر لکھا:۔

"...... ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے...... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے...... آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔"

اور دوسری طرف آپ نے ایک کثیر التعداد جماعت ایسی تیار کی جس کا اولین مقصد صرف یہ ہے کہ وہ "دین کو دنیا پر مقدم کرے" اور اسی نظریہ کے تحت جماعت احمدیہ کے افراد نے اللہ تعالے کے نام کی بلندی اور اسلام کے احیاء کے لئے ہر میدان میں ہر نوع کی قربانی پیش کرکے قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ کرا دی ہے اور نہ صرف انہوں نے سر قربانی کو پیش کیا بلکہ اپنی زندگی میں ایک حیرت انگیز انقلاب کر دکھایا اور یہ سب مسیح وقت کے انفاس طیبہ کی برکات کی بدولت ہوا کہ یاس و حسرت زدہ اور پریشان و گم گشتہ راہ مسلمان جو مٹی کے ایک ڈھیر کی مانند ہو چکے تھے مسیح موعود کی اعجازی پھونک سے دوبارہ جی اُٹھے اور انہوں نے خدا تعالے کی قدر عبادت کرنا شروع کر دیا۔ اور صحیح اسلامی معاشرہ کی بنیاد رکھ دی۔ اس کا اعتراف غیروں کو بھی ہے۔ چنانچہ علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے کہا:۔

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی (جماعت احمدیہ) کہتے ہیں۔"

(ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر)

مسٹر محمد اسلم جرنلسٹ لکھتے ہیں:۔

"اس جماعت کے اکثر افراد بمقابلہ باقی اسلامی فرقوں کے زہد و تقویٰ میں بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ اور ان میں اسلام کی محبت کا جوش ایک صادقانہ پہلو لئے ہوئے ہے...... قرآن مجید کے متعلق جس قدر صادقانہ محبت اس جماعت میں میں نے دیکھی ہے کہیں نہیں دیکھی...... جو کچھ میں نے قادیان میں جا کر دیکھا وہ خالص اور بے ریا توحید پرستی تھی۔"

(ملاپ ۱۳ مارچ ۱۹۱۳ء)

ڈاکٹر شنکر داس مہرہ بی۔ ایس۔ سی۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس اپنے ایک خط بنام ناظر صاحب امور عامہ قادیان مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۳۲ء میں لکھتے ہیں:۔

"میں نے ہمیشہ احمدیوں کو شریف، اخلاق کے مالک اور تعمیری نقطۂ نگاہ رکھنے والے پایا ہے۔ اور یہ ایسی خصوصیات ہیں جو بہت کم پائی جاتی ہیں۔"

مرکزیت

ایک طرف عام مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی غیر ملیت اور بے عملی کو دیکھئے اور دوسری طرف اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی علمبردار جماعت کو دیکھئے۔ کتنا فرق ہے دونوں میں!! بڑے بڑے مسلمان علماء آج کل امت محمدیہ کے افتراق کے اسباب تو بیان کرتے ہیں لیکن اس افتراق کو دور کرنے کے اسباب اُن کے پاس موجود نہیں۔ اس کی ایک بڑی وجہ مسلمانوں کی لامرکزیت ہے۔ جس کا احساس خود اہلِ علم کو شدت سے ہے۔ کئی مکتوں کو انہوں نے مرکز کی حیثیت سے منتخب بھی کیا مگر نتیجہ صفر ہی رہا۔ خدا تعالے نے یہ ضرورت بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پوری کر دی ہے۔ اور آج قادیان کو ایک عالمگیر مرکز کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ اور جوں جوں جماعت پھیلتی جائے گی یہ مرکزیت بھی مضبوط ہوتی چلی جائے گی۔ ہمارا سلسلہ خلافت اسی مرکزیت کی ایک زندہ مثال ہے۔ اور

جماعت احمدیہ کی ترقی، تنظیم اور عالمگیر کامیابی کی وجہ یہی مرکزیت ہے۔ مرکزیت کے بارے میں علامہ اقبال نے اپنا خیال یوں ظاہر کیا ہے کہ ؎

موجن کیلئے موت ہے مرکز سے جُدائی
ہو صاحب مرکز تو خودی کیا ہے خدائی

خلافت لیکن اگر غور کیا جائے تو مرکز سے بھی اہم خلافت کا وجود ہے جس کے ذریعہ مرکزیت وجود پذیر ہوتی ہے۔ خلافت ہی کے تحت وہ تمام لوگ جن کے دلوں میں اسلام کا درد ہے ایک مرکز میں اکٹھے ہو کر اجتماعی طور پر اسلام کے غلبہ اور اس کے احیاء کی کوشش کرتے ہیں اور یہ نعمت اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مسلمانوں کو احمدیت کے ذریعہ عطا فرمائی ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ دنیا کے ساٹھ کروڑ مسلمانوں کو وہ نعمت حاصل نہیں جو ہماری اس چھوٹی سی جماعت کو حاصل ہے۔ وہ ان تمام نو ائد سے محروم ہیں جو جماعتِ احمدیہ کو خلافت کے طفیل حاصل ہو رہے ہیں۔ اور خلافت ہی کی وجہ سے آج اس چھوٹی سی جماعت میں ایسی قوت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ دیوانہ وار اسلام کی خدمت کے لئے اکناف عالم میں پھیل گئی ہے۔ اور دوسرے مسلمان باوجود مالی طاقت و وسعت کے اس سعادت سے محروم ہیں۔ گو آج کل مسلمان خلافت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے کبھی کبھی خلافت کے قیام کے لئے آواز بلند کرتے ہیں۔ مگر وہ صدا بصحرا ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ اہلِ سنت کا رسالہ "جدو جہد" لاہور لکھتا ہے:۔

"سب سے بڑا ظلم جو مسلمانوں نے اپنی خود غرضی کی بناء پر کیا وہ یہ تھا کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا سلسلہ ختم کر کے دم لیا۔ اور امتِ مسلمہ کو بھیڑوں کے ریوڑ کی طرح جنگل میں ہانک دیا کہ جاؤ چرو چگو اپنا پیٹ پالو۔ صرف خلافت ہی ایک ایسا منصب تھا جو مسلمانوں کو منتشر ہونے کی بجائے ایک مرکز پر جمع رکھتا۔ اور ایک نصب العین مقرر کر کے ان تنظیمی قوت کو محفوظ رکھتا لیکن افسوس ہے کہ ان اچھے روایات کے ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں نے خلافت کی قبا چاک کر کے جابر سلطانی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اور امت کا شیرازہ اپنے ہاتھوں سے بکھیر دیا۔ خدائی قانون اور سنتِ نبوی کو قصّہ پارینہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ اور امتِ مرحومہ کو بھیڑیوں اور درندوں کے حوالے کر دیا گیا جس سے فرقہ بندیوں کا سلسلہ شروع ہوا اور اسلام کی صورت مسخ ہو گئی۔ آج کل صرف اسماعیلی فرقہ اور احمدیہ جماعت دو ایسے فرقے ہیں جو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے اصول پر چل رہے ہیں اور باقی لوگ وہ ہیں جن کے گروں پر ملاں لوگ چل رہے ہیں۔ کیا باقی مسلمان جو اکثریت میں ہیں اور تمام دُنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ایک خلافتِ اسلامیہ قائم نہیں کر سکتے؟"

(رسالہ جدوجہد لاہور دسمبر ۱۹۶۱ء صفحہ ۱)

شاید مضمون نگار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی طرف دھیان نہیں دیا جس میں آنحضور ﷺ نے مسلمانوں میں خلافت کے مٹ جانے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا تھا۔

"ثُمَّ تَکُوْنُ الْخِلَافَۃُ عَلٰی مِنْہَاجِ النُّبُوَّۃِ" یعنی آخری زمانہ میں پھر خلافت کا قیام منہاج نبوت پر ہو گا۔ اور وہ خلافت خدا تعالیٰ نے قائم کر دی ہے اور اسی کی طرف ہم سب کو بلا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

نیز فرمایا ؎

تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جُو ئے شیریں حیف ہے
سرزمینِ ہند میں چلتی ہے نہر خوشگوار

روشن مستقبل پس آخر میں میں اُن تمام مسلمان بھائیوں کو جو احیائے اسلام کی تمنّا دل میں لئے ہوئے صرف تاریک راہوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں، اسلام کے روشن مستقبل کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کی تخم ریزی خدا کے برگزیدہ بندے مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ کی گئی ہے۔ وہ تخم ریزی جس کے ذریعہ مسلمانوں کی تنزلیت کی گندی چادر کو تار تار کر کے ایک بیش بہا، صاف ستھرا اور امید افزا لباس مہیا کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے روشن مستقبل کے بارے میں شاندار اور واضح رنگ میں یوں اعلان فرمایا ہے کہ:۔

"یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں۔ بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے۔ جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہو گا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں، کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفۂ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کو جہالتیں ثابت کر دے گا۔"

(آئینہ کمالات اسلام حاشیہ صفحہ ۲۵۴)

اسی طرح فرماتے ہیں:۔

"اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا ...... اور دُنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

جماعت احمدیہ اور تقدیر خاص

(بقیہ صفحہ ۸)

لیا۔ دوسری طرف مرزائیوں کے مخالفین کی تباہی کے سامان بھی غیب سے ظہور میں آتے ہیں۔ جن کی ایک مثال لاہور کا مارشل لاء ہے ذرا سوچئے رسول کی ختم نبوت کی حفاظت کرنے والوں کو ناکامیاں اور تباہیاں سامنے آئیں کس قدر زور دار تحریک اٹھی تھی اور کیسے ہمیشہ کیلئے ختم ہو کر رہ گئی۔"

(ترجمان القرآن ماہ اگست ۱۹۵۲ء صفحہ ۵۸-۵۷)

بھائیو! یہ سب اعتراف ہے اللہ تعالیٰ کی اُس "تقدیر خاص" کا جو ہر نبی اللہ ماموریہ کے زمانہ میں جاری ہوا کرتی ہے اور یہی "تقدیر الٰہی خاص" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مامور من اللہ ہونے کا زبردست اور ناقابل تردید ثبوت ہے اگر ہمارے وہ بھائی جو ابھی تک اس سلسلہ حقہ میں شامل نہیں ہوتے سنجیدگی سے اللہ تعالیٰ کی اس تقدیر خاص پر غور کریں گے۔ تو امید ہے کہ اللہ کو بھی حق و صداقت کی شناخت کی توفیق مل جائے گی۔ دوسری طرف اگر ہمارے احمدی بھائی اللہ تعالیٰ کے اس غیر معمولی سلوک کو جو تقدیر خاص کے تحت جماعت احمدیہ کے ساتھ ہو رہا ہے پیش نظر رکھیں گے تو ان کے اندر بھی جذبہ تشکر و امتنان پیدا ہو گا۔ ان کا ایمان اور مضبوط ہو گا۔ اور انہیں خدمتِ دین اور ملتِ اسلام کے لئے جانی و مالی قربانیوں پر پہلے سے بھی بڑھ کر رغبت ہو گی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے اور خدمتِ دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بمبئی میں مسیحی کانفرنس

(بقیہ صفحہ ۱۱)

آج	اردو روزنامہ	۱/۱۲/۶۲
مراٹھا	مرہٹی روزنامہ	۲/۱۲/۶۲
قیادت	اردو روزنامہ	۳/۱۲/۶۲
فری پریس جنرل	انگریزی کا روزنامہ	۳/۱۲/۶۲
انقلاب	اردو "	۵/۱۲/۶۲
اردو ٹائمز	" "	[illegible]
آخشار	" "	۵/۱۲/۶۲
اجمل	" "	۶/۱۲/۶۲
مراٹھا	مرہٹی روزنامہ	۶/۱۲/۶۲
بمبئی سماچار	گجراتی روزنامہ	۹/۱۲/۶۲
نقش کوکن	اردو ماہنامہ بابت دسمبر ۱۹۶۲ء	

ان تمام اخباروں کے تراشے نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کے نام بروقت بھیجتا رہا ہوں۔ اخبارات میں ان خبروں کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی بعض اخباروں میں اس تبلیغی جد و جہد کا ذکر آیا ہے۔

اس دوران ہم لوگوں نے تبلیغی میدان میں اور ایک اہم قدم اُٹھانے کی کوشش کی مگر افسوس کہ کامیابی نہیں ہوئی۔

پاپائے اعظم سے ملاقات کی جب کوئی توقع نہ رہی تو ان کو خوش آمدید کہنے کے لئے ایک مختصر سا مضمون تیار کیا۔ جس میں اُن کو خوش آمدید کہنے کے علاوہ اسے عقائد میں سے وفات مسیح اور نزولِ مسیح کا ذکر کیا گیا۔ اور اُن کو قبولِ اسلام کی دعوت دی گئی۔

میں محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد و جناب محمد کریم اللہ صاحب آزاد نوجوان کے ساتھ یہ مضمون لے کر ٹائمز آف انڈیا۔ انڈین ایکسپریس اور فری پریس کے آفس گئے اور کوشش کی کہ ان اخباروں میں سے کوئی اخبار معاوضہ لے کر یہ مضمون پہلے صفحہ پر شائع کر دے۔ مگر افسوس کہ کوئی اخبار اس کے لئے تیار نہ تھا۔

بہر صورت ہم لوگوں نے مؤثر طور پر پاپائے اعظم۔ ان کے مقربین اور عام جماعتوں تک پیغام اسلام پہنچانے کے لئے ہر قسم کے جتن کئے۔ اب دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے نیک ثمرات سے متمتع فرمائے۔ آمین

بغیر سیکھنے کے خود تعلیم دے۔ پس یہ امر بالبداہت ضروری ہے کہ ایک یا ایک سے زیادہ ایسے انسان ہونے چاہئیں جن کو اللہ تعالیٰ ابتداً آپ یہ سب کچھ بغیر کسی دوسرے معلم کے محض اپنی وحی کے ذریعہ سے سکھلائے اور ان کے ذریعہ سے ہی تعلیم دینا ہی نبوت کہلاتا ہے۔

۵۔ امام محی الدین ابن العربیؒ کے نزدیک نبوت کا تصور

لکھتے ہیں:۔ "النبوۃ" بالمعنی "ہی الاخبار الالٰھی"

(فتوحات مکیہ جلد ۲)

کہ نبوت اخبار الٰہی سے بڑھ کر اور کچھ نہیں۔

۶۔ علامہ تفتازانیؒ کے نزدیک نبوت کا تصور

لکھتے ہیں:۔ "وکلھم کانوا مخبرین مبلغین عن اللہ کان ھذا معنی النبوۃ والرسالۃ"

کہ سب انبیاء اور رسل خدا تعالیٰ کی طرف سے اخبار غیبیہ دینے والے اور تبلیغ کرنے والے تھے یہی کام (اخبار عن الغیب) اور تبلیغ کا نام ہی نبوت ہے۔ (شرح عقائد نسفی)

۷۔ الشیخ محمد عبدہ مصری کے نزدیک نبوت کا تصور

لکھتے ہیں:۔ "انھذا الخبر الغیبی قبل حصولہ لیسمّٰی نبوّۃ"

کہ اخبار غیبیہ کی قبل از وقوع اطلاع دینا نبوت کہلاتا ہے۔

(شرح نہج البلاغۃ ص۱۸)

۸۔ امام الحرمین کے نزدیک نبوت کا تصور

لکھتے ہیں:۔ "النبوۃ صفۃ کلامیۃ ھی قول اللہ تعالیٰ ھو رسولی" کہ نبوت صفت کلامیہ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی انسان سے یہ کلام کرے کہ وہ میرا رسول ہے۔

(زرقانی شرح مواہب اللدنیہ ص۱ جلد ۱)

۹۔ اشاعرہ کے نزدیک نبوت کا تصور

لکھتے ہیں:۔ "من قال لہ اللہ ارسلتک او بلغھم عنّی"

پیغمبر وہ ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ کہے کہ میں نے تجھ کو بھیجا یا لوگوں کو میری طرف سے پیغام پہنچا۔

(شرح مواقف)

الغرض متذکرہ بالا چوٹی کے معتبر حوالہ جات سے ثابت ہے کہ علماء اسلام اور امت کے بزرگوں کے نزدیک نبوت اخبار عن الغیب کو کہتے ہیں۔ جو بطریق وحی و الہام انبیاء کو بتایا جاتا ہے۔

قرآن کی روشنی میں نبوت کا مفہوم

قرآن مجید سے بھی نبوت کی یہی تعریف معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی برگزیدہ بندے پر اپنا کلام نازل کرکے اسے امور غیبیہ پر غالب کرے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء"

کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے ہر ایک کو غیب پر مطلع نہیں کرتا لیکن اللہ تعالیٰ جسے اپنا رسول چنتا ہے۔ اسی کو غیب پر مطلع کرتا ہے۔ (سورت آل عمران)

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضٰی من رسول" (سورہ الجن)

اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر کسی ایک کو غالب نہیں کرتا سوائے اس شخص کے جس کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ رسول بنا لیا ہے۔"

ضروری تشریح

جاننا چاہیئے کہ قرآن مجید کی اس آیت میں رسول کی مکمل تعریف بیان کی گئی ہے۔ ایک تو نبوت کے مفہوم کی بڑی شرط اخبار عن الغیب کو بیان کیا گیا ہے۔ دوسرا یہاں "غیبہ" کا لفظ استعمال فرما کر اللہ تعالیٰ نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ نبیوں کو وہ خالص اپنا غیب عطا کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کیفیت کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کا غیب بالکل مصفی اور غیر مشتبہ ہوتا ہے جس میں شک و شبہ کا امکان نہیں ہوتا۔ تیسرا یہاں اللہ تعالیٰ نے اظہار علی الغیب کے الفاظ استعمال کئے ہیں جن سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے کثرت سے غیب بیان کرتے ہیں۔ حتی کہ وہ غیب پر گویا غالب ہو جاتے ہیں پس معلوم ہوا کہ نبوت اخبار عن الغیب کا نام ہے جس میں ایک یہ شرط ہے کہ وہ غیب کیفیت کے لحاظ سے مصفی ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ غیب کمیت کے لحاظ سے کثیر اور بے شمار ہو عقل بھی اس قرآنی اصطلاح کی تائید کرتی ہے کیونکہ جس طرح ایک یا دو پیسوں سے کوئی شخص مالدار نہیں کہلا سکتا اسی طرح ایک یا دو پیشگوئیاں کو بیان کرنے سے کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا لہٰذا ضروری ہے کہ نبی وہ شخص ہو جس سے خدا تعالیٰ نے کثرت سے ہمکلام ہو اور کثرت سے امور غیبیہ کا اس پر اظہار کیا جائے جو اپنے اوقات پر پورے ہو کر اس کی صداقت پر نشان ثابت ہوں۔ اسی لئے حضرت امام الزمان علیہ السلام نے قرآن کی اصطلاح کے مطابق اور سلف صالحین کے اقوال کے مطابق اپنی کتب میں نبوت کی یہی جامع مانع تعریف بیان کی ہے۔ جس سے بڑھ کر نبوت کی اور کوئی تشریح نہیں ہو سکتی۔

۱۰۔ امام الزمان علیہ السلام کے نزدیک نبوت کا تصور قرآن کی روشنی میں

حضور فرماتے ہیں:۔ "نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے"

(چشمۂ معرفت ص۱۸۰)

(۲) "آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸)

(۳) "جبکہ وہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہ دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے"

(الوصیت)

(۴) "عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا ہو جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے"

(ایک غلطی کا ازالہ)

(۵) "خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پاکر جو غیب پر مشتمل ہو زبردست پیشگوئیاں ہوں۔ مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی کہلاتا ہے" (الحکم ۲ مارچ ۱۹۰۸ء)

(۶) "یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کیا گیا نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۸)

(۷) "میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی و بکثرت نازل ہو۔ اسی لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے"

(۸) حضور فرماتے ہیں:۔

"احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلعم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا۔ اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

"فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضٰی من رسول"

یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تاکہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی"

(حقیقۃ الوحی ص۳۹۱)

الحاصل والخلاصہ

پس ہمارے مسلمان بھائیوں کو نبوت کی تعریف پر ہمارے ساتھ پہلے اتفاق کرنا چاہیئے کہ قرآن مجید کی اصطلاح میں اور بزرگان سلف کے نزدیک نیز لغت کی رو سے بھی نبوت شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا نام ہے جس میں کثرت سے یقینی اخبار غیبیہ خدا کے پاک بندوں پر ظاہر کی جاتی ہیں اس کے بعد دوسرا یہ مسئلہ کہ آیا اب بکلی یہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ بند ہو چکا ہے یا تا قیامت کھلا ہے اس پر غور کیا جانا چاہیئے۔ اور دیکھنا ہے کہ آیت خاتم النبیین کی کیا تفسیر ہے؟ اور ختم نبوت کی کیا تشریح ہے؟ اس پر ٹھنڈے دل سے غور ہونا چاہیئے۔

انشاءاللہ ہم اس مضمون کے دوسرے حصہ میں ختم نبوت کی ماہیت بیان کریں گے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(باقی)

خاکسار عزیز الرحمٰن منگلا مربی سلسلہ

موعود اقوام عالم کی آمد اور ان کا پیغام

از محترم مولوی بشیر احمد صاحب تمنا فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن دہلی

بدایدا ہی دھرمسیہ گلانر بھوتی بھارت
ابھیتھانم ادھرمسیہ تدا آتمانم سرجامیہم

جملہ مذہبی کتابیں اس امر پر متفق ہیں کہ اس سنسار میں ایک زبردست تاریکی اور روحانی اندھیرے کا وقت آنے والا ہے۔ اس وقت سب مذاہب کے اندر خرابی پیدا ہو جائے گی۔ کفر، نفاق۔ بے دینی اور بدچلنی کا زور ہو گا۔ جس وجہ سے لوگ اپنی مقصد برآری کے لئے جائز و ناجائز وسائل عمل میں لائیں گے۔ عالم و جاہل۔ خواندہ و ناخواندہ امیر و غریب رعایا اور بادشاہ الغرض سب کے سب ادھرم اور بے دینی کے سمندر میں غوطہ زن ہوں گے۔ چنانچہ ویدک دھرم پستکوں نے اس زمانے کو کل یگ کے نام سے یاد کیا ہے۔ اس زمانہ کے متعلق شری ویاس جی مہاراج فرماتے ہیں:۔

"جس وقت کل یگ آ گیا سمجھ لیجئے کہ دنیا کی ہوا پلٹ گئی۔ وہ وہ پاپ و وہ گناہ ہوں گے کہ زمین کانپ اٹھے گی لڑکے والدین کو بے وقوف سمجھیں گے عورتیں لڑائی جھگڑے بکھیڑے سے خاوندوں کو تنگ رکھیں گی۔ پوجا پاٹ۔ دھرم کی طرف لوگ توجہ نہ دیں گے بلکہ ادھرم کریں گے۔ دھرم کو فضول اور واہیات سمجھیں گے۔ جب اس طرح دھرم کا ناش ہونے کو ہو گا۔ تو بھگوان جی کو تکلیف کرنا پڑے گی کہ کلکی اوتار میں جلوہ دکھلائیں گے۔ پاپ کی ناؤ ڈوب جائے گی۔ دھرم کی بیل پھر ہری بھری ہو گی"

(مہابھارت بن پرب ادھیائے ۱۸۹)

اور کرشن جی مہاراج نے اپنی زبان مبارک سے خود فرمایا کہ اے بھارت جب جب دھرم کی ہینتا اور ادھرم کا ادھر دورہ ہو جاتا ہے تب ہی اوتار لیتا ہوں۔ اور سکھ مذہب میں لکھا ہے:

"ایسا زمانہ جور و ظلم کا آنے والا ہے کہ ہندو مسلمان دونوں اپنے دین دھرم کو ترک کر دیں گے۔ ہندو گائتری اور ترپن کو بھول جاویں گے اور مسلمان فاتحہ اور درود کی حقیقت سے بے خبر ہو دیں گے۔ . . . ہندو اور مسلمان اپنی اپنی کتب مقدسہ کو فراموش کر دیں گے"

گورو جی مہاراج نے فرمایا کہ اس وقت ایک بھگت پیدا ہو گا

نہہ کلنک ہوئے انتر سمبھل اوتار
سنت رچھیا جگ جگ اسنگار کرے شنگار
ٹوان دھرم چلائسی جگ ہوم ہو کے وار
نانک کلجگ تارسی کیرتن نام ادھار

(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۹۲)

ترجمہ۔ وہ آنے والا گورو شری نہہ کلنک اوتار ہو گا۔ بھلے لوگوں کی بھلائی کرے گا اور دشٹوں کو جن میں کمپایک کرے گا۔ اور وہ از سر نو مذہب جاری کرے گا۔ کیونکہ وہ مرشد تو جس اپنے مذہب کو فراموش کر چکی ہوں گی۔

عیسائی مذہب میں لکھا ہے:۔

"اخیر زمانہ میں برے دن آئیں گے۔ کیونکہ آدمی خود غرض۔ زر دوست۔ شیخی باز۔ مغرور۔ بدگو۔ ماں باپ کے نافرمان۔ ناپاک طبع محبت سے خالی ہو جائیں گے" (انجیل)

اور ان برے دنوں کو دور کرنے کے لئے ابن آدم کا ظہور مشرق سے ہو گا۔

اسلام مذہب کی کتب میں لکھا ہے کہ

"لوگوں پر ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن مجید کا صرف نقش۔ مسجدیں بظاہر اچھی بنی ہوئی ہوں گی مگر ان میں نمازی نہ ہوں گے۔ اور اس طرح وہ ہدایت سے خالی ہوں گی۔ اور اس زمانہ کے علماء اور رہبر بھی خراب ہو جائیں گے"

(مشکوٰۃ شریف)

سیدنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق مسلمانوں کی اس حالت کو دور کرنے کے لئے امام مہدی کا ظہور ہو گا

میرے پیارے بھائیو۔ ان پاک اور مقدس کلاموں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آج سے ہزاروں برس پہلے یہ بتلایا تھا کہ دنیا میں ظلمت۔ جہالت پھیل جائے گی۔ اور یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ جب ظلمت و جہالت۔ ادھرم اور بے دینی پھیل جائیں گے۔ تب ایک عظیم الشان اوتار جنم لیں گے۔ جن کو ہی اپنی دھرم پستکوں کے مطابق کرشن جی مہاراج۔ نہہ کلنک اوتار۔ حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت امام مہدی کے ناموں سے یاد کیا گیا ہے آج ہر قوم یہ پکار رہی ہے کہ کل یگ کی علامات پورے طور پر ظاہر ہو چکی ہیں اس لئے ہر قوم منتظر ہے کہ اوتار ۔ اس موعود کو ظاہر ہو جانا چاہئیے کیونکہ اس کے ظاہر ہونے کا یہی وقت ہے۔

تمنا صاحب نے تو یہاں تک فرمایا

اے امام الزماں کہاں ہیں آپ
کچھ بتا دیجئے ٹھکانے کا
جلد آ جائیے جو آنا ہے
اب کب آئیگا وقت آنے کا
دیکھئے اک جہاں ہے مشتاق
آپ کو آنکھوں پر بٹھانے کا

اور مدہوش صاحب نے بھی یہ کہہ دیا کہ ہماری بری حالت کی وجہ سے اس وقت ہمیں کرشن کی ضرورت ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

برہمنوں مانتے ہیں مدہوش اپنی حالت ہے
یہ وقت وہ ہے کہ ان کی بڑی ضرورت ہے

اس چیخ و پکار سے پتہ چلتا ہے کہ اس عظیم الشان موعود کے آنے کا یہی زمانہ ہے جس میں وہ علامات جو پوتر پستکوں میں بیان کی گئی ہیں پوری ہو چکی ہیں۔ اس مختصر مضمون میں ان سب علامات کو بیان کرنا تو مشکل ہے جو دھرم پستکوں نے بیان کی ہیں مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ آنے والے موعود کے زمانہ کے لئے جو علامات ان سب دھرموں نے بیان کی ہیں وہ پوری ہو چکی ہیں۔ چنانچہ اس موعود کے زمانہ کے مذہبی حالات۔ اخلاقی حالات۔ علمی حالات۔ تمدنی حالات۔ جسمانی حالات۔ باہمی تعلقات کے حالات۔ مالی حالات۔ سیاسی حالات ذہنی تغیرات۔ فلکی نشانات پر مذہبی کتابوں میں سیر کن روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور وہ جملہ حالات و علامات اس وقت ہمارے سامنے موجود ہیں۔ اسلئے ان علامات کے پورا ہونے پر جس موعود انسان کی آمد کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس کا ظاہر ہونا ضروری ہے۔ اس لئے سب مذاہب کے متبعین کا اولین فرض ہے کہ اطراف عالم میں اپنی نظر دوڑائیں شاید کوئی شخص نظر آئے جس کو کلکی اوتار امام مہدی اور مسیح علیہ السلام کے نشان ہوں اور وہ دعوے کر رہا ہو کہ میں خدا کی طرف سے اوتار بنا کے دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں

قادیان کی مقدس سرزمین میں ایک مقدس اور جلیل القدر انسان کا پتہ چلتا ہے۔ جس کا نام نامی اور اسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہے۔ جن نے یہ دعوے فرمایا ہے کہ خدا نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ اور میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود اور ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ویسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا کہنا چاہئیے کہ روحانی حقیقت کی رو سے وہی ہوں یہ میرے خیال و قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔ میں جانتا ہوں کہ جاہل مسلمان اس کو سن کر فی الفور کہیں گے کہ ایک کافر کا نام اپنے پر لے کر کفر کو صریح طور پر قبول کیا ہے۔ لیکن یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر میں نہیں رہ سکتا۔ اور آج یہ پہلا دن ہے کہ ایسے بڑے مجمع میں اس بات کو پیش کرتا ہوں کیونکہ جو لوگ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ وہ اپنے زمانہ کا حقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے وہ وعدہ اب میرے ظہور سے

پورا ہوا۔ مجھے مسیح موعود اور المہدی کے اپنی نسبت یہ بھی الہام ہوا تھا کہ "ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی ہے۔ سو میں کرشن سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں اس کا مظہر ہوں اور اس جگہ ایک اور راز ہے یعنی جو صفات کرشن کی طرف منسوب کئے گئے ہیں (یعنی پاپ کا نشٹ کرنے والا اور غریبوں کی دلجوئی کرنے والا اور ان کو پالنے والا) یہی صفات مسیح موعود کے ہیں پس گویا روحانیت کے رو سے کرشن اور مسیح موعود ایک ہی ہیں۔ صرف قومی اصطلاح میں فرق ہے"۔

(لیکچر سیالکوٹ)

میرے بھائیو! آنے والا آیا اور بڑی شان سے آیا۔ مبارک ہیں وہ جنہوں نے اس کو پہچان لیا اور اسے قبول کیا۔

آپ نے دنیا کو کیا پیغام دیا اور روحانی گندوں اور پاپوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے کیا رستہ بتایا وہ نہایت ہی اختصار کے ساتھ آپ کی تحریرات سے پیش کرتا ہوں۔

۱۔ ہمارا خدا زندہ ہے جواب بھی بولتا ہے

آپ نے فرمایا:۔ "اے سننے والے سنو کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔ بس یہی کہ تم اسی کے ہو جاؤ۔ اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں بلکہ وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں ہے۔ وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں"۔

(الوصیت صلا)

۲۔ توحید کا ذریعہ دنیا متحد ہوگی

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے نیک بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں اور اسی مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی، اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے"۔

(الوصیت صفحہ)

۳۔ دو اہم مسئلے جو موعود اقوام عالم حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے پیش کئے

"... دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں اول خدا کی توحید اختیار کرو دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی۔ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم۔ یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو جب تم میں سے ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں"۔

(ملفوظات جلد دوم)

۴۔ پاک زندگی کے حصول کا ذریعہ اطاعت و محبت رسول ہے

"جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گم ہو جاوے اور آپ کی اطاعت اور پیروی میں ہر قسم کی موت اپنی جان پر وارد کرے۔ اس کو وہ نور ایمان، محبت، عشق دیا جاتا ہے جو غیر اللہ سے رہائی دلاتا ہے۔ اور گناہوں سے رستگاری اور نجات کے موجب۔ اسی دنیا میں وہ ایک پاک زندگی پاتا ہے۔ اور نفسانی جوش و جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے نکال دیا جاتا ہے۔ اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی۔ یعنی میں وہ مردوں کو اٹھانے والا ہوں جس کے قدموں پر لوگ اٹھائے جاتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ وہ علوم جو مدار نجات ہیں یقینی اور قطعی طور پر بجز اس حیات کے حاصل نہیں ہو سکتی جو بتوسط روح القدس انسان کو ملے۔ اور قرآن شریف کی ہدایت صاف طور پر یہ دعوے کرتی ہے کہ وہ حیات روحانی صرف رسول اللہ کی اطاعت سے ملتی ہے"۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۸۴)

۵۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ روحانی اتحاد کا قیام

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ روحانی اتحاد قائم کرے گا اور وہ اس طرح کہ اس سلسلہ کو دنیا میں پھیلا دے گا۔ اور اس کی قبولیت عام ہو جائے گی چنانچہ آپ تحفہ گولڑویہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کو دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا۔ اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا۔ اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۶)

پھر فرمایا:۔

"اے تمام لوگو سن رکھو یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں اور میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴)

۶۔ اس موعود پر ایمان لانے والے ضائع نہ ہوں گے بلکہ خدا انہیں فتح دے گا

حضور نے فرمایا:۔ "یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا۔ ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے ۔ ۔ ۔ وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے۔ اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ہے ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے"۔

(الوصیت صفحہ)

قابل صد مبارک ہیں وہ لوگ جو اس پیغام پر غور کرتے ہیں۔ اور اصلاح نفس کے لئے موعود اقوام عالم سیدنا حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ کیونکہ اصلاح نفس کے بغیر روحانی ترقی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ ایک متحدہ پروگرام رکھتی ہے اور اسی پروگرام کے مطابق ساری دنیا میں روحانیت کو پھیلانے کا عزم رکھتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سلسلہ احمدیہ کا قیام اس سنت قدیم کے مطابق ہوا ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے انبیاء و بزرگان نے اس زمانہ کے متعلق بیان فرمائی ہیں۔

خاکسار

بشیر احمد انچارج احمدیہ مسلم مشن دہلی

والدہ محترمہ مرحومہ

خاکسار کی والدہ محترمہ کی وفات اور دریائے جنازہ لے جانے کا تار آج دوپہر کو خاکسار کے والد صاحب محترم کی طرف سے ضلع منٹگمری سے موصول ہوا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی علالت اور خاکسار کو بہت یاد کرنے کے تین تار موصول ہوئے تھے۔ پاسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے خاکسار اور خاکسار کے اہل و عیال اس موقعہ پر حاضر ہونے سے محروم ہیں۔ احباب ان کی مغفرت اور بلندی درجات اور ہم سب کو صبر جمیل حاصل ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ مرحومہ بہت سادہ طبیعت کی مالک تھیں اور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے بہت محبت رکھتی تھیں۔

خاکسار ملک صلاح الدین ایم۔اے
(مؤلف اصحاب احمد) قادیان

درویش فنڈ

"قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے"

(از حضرت قمر الانبیاء رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:-

"مخلص احباب اس فنڈ میں حصہ لے کر ثواب کمائیں یہ بات درویشوں پر اور اس فنڈ میں چندہ دینے والوں پر پوری طرح واضح کر دی جائے کہ یہ کوئی خیرات یا صدقہ نہیں جو ہمارے (درویش) بھائی لیتے اور ہم اپنے بھائیوں کو دیتے ہیں۔ بلکہ یہ ایک مقدس شکرانہ اور ہدیہ ہے جو ہم اپنے بھائیوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جو کہ مقدس مقامات کی آبادی اور خدمت کے لئے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں۔ دراصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے لیکن تقدیر الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا اور دوسرا حصہ قادیان میں آباد ہونے کی توفیق نہ پاسکا اور صرف ایک قلیل حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ موجودہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمت دین بجا لائیں۔ پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا موجب ہوں۔ حقیقتاً ہم پر درویشوں کا یہ احسان ہے کہ وہ ہماری قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں۔ پس یہ امداد ہرگز صدقہ و خیرات کے رنگ میں نہیں بلکہ ایک محبت کا تحفہ ہے۔ جو شکرانہ اور قدر دانی کے رنگ میں ہم یا ہندوستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔"

درویش فنڈ کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ:-

"مجھے اس اطلاع سے تکلیف ہوئی ہے کہ بعض مخلص جنہوں نے بڑی بشاشت اور اخلاص سے ابتداء میں درویش فنڈ میں حصہ لے کر مالی قربانیوں کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا تھا اب اس اہم مد کی طرف کم توجہ دے رہے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالےٰ کے فضل سے بے سروسامان درویش مقدس مقامات کی خدمت و حفاظت و سلسلہ کے کاموں سے پیچھے نہیں ہیں بلکہ باوجود عسرت و تنگی کے بدستور بشاشت قلب کے ساتھ خدمات دینیہ بجا لا رہے ہیں۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کی اپنی اور ان کے اہل و عیال کی حالت فاقوں تک پہنچ چکی ہے۔ لیکن وہ خدا تعالےٰ کی راہ میں سب کچھ صبر سے برداشت کر رہے ہیں اور ساری جماعت کی نمائندگی مقدس مرکز میں کر رہے ہیں۔

پس میں احباب جماعت سے پُر زور التماس کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک یعنی درویش فنڈ میں بدستور حصہ لے کر اور مستقل طور پر اس مالی خدمت کو ادا کر کے خدا تعالےٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے وارث ہوں نہیں معلوم اس خدمت کا موقعہ کب تک میسر آئے۔ مبارک ہیں وہ مخلصین جو خدائی وعدوں کے پورا ہونے سے پہلے خدمت و قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کر کے اپنے مولا کو راضی کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو۔"

سیدی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کے مندرجہ بالا واضح ارشادات کے بعد احباب جماعت و عہدیداران کرام سے درخواست ہے کہ اس مبارک تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر اخوت کے دائمی مرکز کے ساتھ وابستگی کا اعلیٰ نمونہ پیش کر کے اللہ تعالےٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بنیں۔ اور قادیان کی مبارک بستی کی آبادی میں درویشان قادیان کے ساتھ حصہ دار بنیں۔ مولا کریم سے دعا ہے کہ وہ احباب جماعت کو زیادہ سے زیادہ چندہ درویش فنڈ دے کر ثواب دارین حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

ناظر بیت المال قادیان

ٹائپسٹ کی ضرورت

نظارت ہذا کو ایک کوالیفائڈ ٹائپسٹ کی ضرورت ہے جس کی کم از کم چالیس الفاظ فی منٹ رفتار ہونی ضروری ہے۔ اور انگریزی زبان میں عمدہ ڈرافٹنگ اور دفتری ریکارڈ مدد گی کے ساتھ رکھنے کا تجربہ بھی ہونا چاہیئے۔ اردو زبان سے واقفیت یعنی لکھنے اور پڑھنے کا ملکہ ہونا بھی ضروری ہے۔

تنخواہ حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ دی جائے گی۔ ہندوستان کی جماعتوں میں اگر کوئی دوست یہ صلاحیتیں اور کوالیفکیشن اپنے اندر رکھتے ہوں تو وہ اپنی درخواست مع نقول سرٹیفکیٹس مقامی امیر یا صدر جماعت کی تصدیق اور سفارش کے ساتھ نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔

عمر چالیس سال سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے۔ اور جبتک مرکز کی طرف سے باقاعدہ منظوری نہ آجائے۔ کوئی دوست قادیان آنے کی تکلیف نہ فرمائیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

ضروری اعلان

علاقہ مدراس۔ کیرالہ۔ بہار اور اڑیسہ کے وہ احمدی احباب جو ایم۔ بی بی۔ ایس یا بی۔ اے بی۔ ٹی ہوں۔ اور بیرون ہندوستان مشرق بعید کے ایک ملک میں ملازمت کرنے کے خواہشمند ہوں۔ ایسے اپنے فارم اور پتہ سے نظارت ہذا کو مطلع کر کے مزید تفاصیل حاصل کریں۔ معقول تنخواہ کے ساتھ خدمت دین کا بھی عمدہ موقعہ ہے۔

ایسے احباب کا اپنے کام میں ماہر ہونے کے علاوہ انگریزی زبان میں بول چال اور خط و کتابت کا ملکہ ہونا ضروری ہے۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

The WEEKLY BADR QADIAN

17, 24 DECEMBER 1964 | No. 51-52

اسلام اور احمدیت کے متعلق قابلِ مطالعہ لٹریچر

اگر آپ اسلام اور احمدیت کے متعلق ٹھوس معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو نظارت دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے شائع کردہ [illegible] و رسائل کو حسب پسند زبان میں مطالعہ کریں۔ ان کے مطالعہ سے آپ کو حقیقی مذہب اور اس کی خصوصیات اور اہمیت کے بارہ میں نہایت تسلی بخش طور پر تحقیق ملے گی [illegible] روحانی انقلاب کے لئے جن اسباب و ذرائع کو عمل میں لانے کی ضرورت ہے سب کچھ ان کے لٹریچر [illegible]

۱۔ لائف آف محمدؐ مجلد بزبان انگریزی } دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی مصنفہ حضرت امام جماعت احمدیہ کے اس حصہ کی الگ اشاعت جو سیرت النبیؐ سے متعلق ہے۔ قیمت چار روپے -/۴

۲۔ حضرت محمدؐ کے پوتر جیون مجلد } بزبان ہندی قیمت چار روپے -/۴

۳۔ اسلامی اصول کی فلاسفی بزبان انگریزی } تصنیف حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ جس میں انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی حالتوں کا بیان، اسلام اور بعث بعد الموت کی بحث، روحانی علوم کے ذرائع نیز قرآن مجید کی تعلیم کی فضیلت۔ تعدد ازدواج اور پردہ کی حکمت اور قرآن مجید کی متعدد آیات کی تفسیر۔ قیمت -/۲ روپے۔

۴۔ اسلامی اصول کی فلاسفی بزبان اردو } قیمت ۶۲ نئے پیسے۔

۵۔ اسلامی اصول کی فلاسفی بزبان ہندی۔ قیمت تین روپے -/۳

۶۔ احمدیہ موومنٹ بزبان انگریزی } حضرت امام جماعت احمدیہ کا اصل مضمون جو مذاہب عالم کانفرنس لندن ۱۹۲۴ء میں پڑھا گیا۔ جس میں اسلام و احمدیت کی تعلیم اور اس کے نتائج و احکام مدلل رنگ میں بیان کرکے ان کی فضیلت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ قیمت ایک روپیہ -/۱

۷۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام مجلد بزبان انگریزی } مندرجہ بالا لیکچر کو زیادہ تفصیل کے ساتھ حضرت امام جماعت احمدیہ نے تصنیف فرمایا۔ قیمت پانچ روپیہ -/۵

۸۔ مسیح ہندوستان میں بزبان انگریزی } تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کتاب میں حضرت مسیح کا صلیب سے زندہ اترنا اور اپنے ملک سے ہجرت کرکے کشمیر میں آنا۔ اور یہیں پر بمقام سرینگر وفات پانا ثابت کیا گیا ہے۔ اور آپ کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے باطل خیال کی تردید کی گئی ہے۔ قیمت [illegible]

۹۔ حضرت مسیح کہاں فوت ہوئے بزبان انگریزی } تالیف مولانا جلال الدین صاحب شمس سابق امام مسجد لندن۔ اس میں حضرت مسیح کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کی تردید کرتے ہوئے ثابت کیا گیا ہے کہ صلیب سے اتارے جانے کے بعد آپ کشمیر میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں سرینگر میں فوت ہوئے۔ قیمت -/۲ روپے

۱۰۔ قبر مسیح بزبان انگریزی۔ مصنفہ مولوی مطیع الرحمان صاحب بنگالی ایم۔ اے مبلغ امریکہ۔ اس کتابچہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر محلہ خانیار سرینگر میں ثابت کی گئی ہے۔ قیمت ۶۲ نئے پیسے

۱۱۔ مولوی مودودی } صاحب کے رسالہ ختم نبوت پر علمی تبصرہ اور ان سے چند سوالات مصنفہ مکرم قاضی نذیر محمد صاحب لائلپوری۔ قیمت ایک روپیہ -/۱

۱۲۔ دعوت الامیر بزبان اردو } مصنفہ حضرت امام جماعت احمدیہ۔ امیر امان اللہ خان والئی افغانستان کو تبلیغ احمدیت کرتے ہوئے احمدیت کی تعلیم اور اس کے اصول۔ اخلاقی مسائل مدلل بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت -/۳

۱۳۔ تبلیغ ہدایت } مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔ اس میں احمدیت کے اختلافی مسائل یعنی وفات مسیح ناصری۔ صداقت مسیح موعود مسئلہ نبوت وغیرہ کی تفصیلی بحث عام فہم اور لطیف پیرایہ میں پیش کی گئی ہے۔ قیمت دو روپے۔

۱۴۔ سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ بزبان اردو } وہ معرکۃ الآراء کتاب جس نے ملک کے ہر طبقہ میں مقبولیت حاصل کی۔ سکھ مذہب کی مستند تاریخ کے حوالوں سے مسلمانوں اور قوموں کے خوشگوار مراسم اور تعلقات اور اتحاد کا مرقع ہندو مسلم سکھ علماء اور اخبارات نے اس پر بہترین ریویو لکھے۔ قیمت -/۲ روپے

۱۵۔ چولا بی بی کھُل (پنجابی) } مندرجہ بالا کتاب کا پنجابی ایڈیشن۔ قیمت دو روپے -/۲

۱۶۔ کشتی نوح بزبان اردو } حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اپنی جماعت کو نصائح اور تعلیم احمدیت اور اپنے عقائد کا بیان۔ انجیل اور قرآن کریم کی تعلیم کا پُر معارف موازنہ۔ قیمت ۶۲ نئے پیسے

۱۷۔ احمدیت کیا ہے بزبان انگریزی } حضرت امام جماعت احمدیہ کے سیالکوٹ کے لیکچر کا انگریزی ترجمہ۔ قیمت ایک روپیہ -/۱۔

۱۸۔ احمدیت کیا ہے بزبان انگریزی } حضرت امام جماعت احمدیہ کے سیالکوٹ کے لیکچر کا انگریزی ترجمہ۔ قیمت ایک روپیہ -/۱

۱۹۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب } تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ قیمت ۲۵ نئے پیسے

ملنے کا پتہ:-

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور